ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

28

www.tanzeem.org

10 تا 16 جولائی 2012ء/ 19 تا 25 شعبان المعظم 1433ھ

اس شمارے میں

تھیٹر کا خوبصورت مکالمہ

تکذیبِ حق کا انجام

برصغیر میں دروسِ قرآن کا سلسلۃ الذہب

رمضان کی آمد آمد اور ہم

مصر میں اخوان کی کامیابی: امیدیں اور خدشات

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ

دفاع پاکستان مگر کیسے؟ کے موضوع پر منعقدہ سیمینار کی رپورٹ

نیٹو سپلائی کی بحالی ملک وملت سے غداری کے مترادف ہے!

امریکی سرپرستی میں پاک سرزمین پر افغان تخریب کاروں کے حملے اور ڈرون حملوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ امریکہ پاکستان کی خودمختاری اور سلامتی کا بدترین دشمن ہے۔ را اور سی آئی اے کے ایجنٹوں نے کراچی، خیبر پختونخوا اور بلوچستان کو بارود کا ڈھیر بنادیا ہے۔ نیٹو سپلائی کی بحالی اس بارود کو دیا سلائی دکھانا ہوگی۔ ان حالات میں نیٹو سپلائی کو بحال کرنا سانپ کو دودھ پلانے کے مترادف ہے۔ جان لیجئے کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف امریکہ کی طرف سے برپا کی گئی اس ''صلیبی جنگ'' میں امریکہ اور نیٹو کے ساتھ کسی بھی نوعیت کا تعاون کرنا اللہ کو ناراض کرنے کا موجب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گزشتہ دس سال میں اس نوع کی پالیسی اپنانے سے پاکستان مسلسل مختلف عذابوں کی زد میں ہے۔ خدارا، نیٹو سپلائی کھول کر اللہ کے غضب کو اور نہ بھڑکائیں، بلکہ نام نہاد دہشت گردی کی اس جنگ سے کامل علیحدگی اختیار کریں اور ربِ کائنات، اُس کے دین اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ عملی وفاداری کی راہ پر گامزن ہوجائیں، تاکہ اللہ ہم سے راضی ہوجائے۔ ہمیں اللہ کی رحمت اور مدد اسی راستے سے حاصل ہوسکتی ہے!

من جانب: **تنظیم اسلامی** بانئ تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

67' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو لاہور 042-36366638 امیر تنظیم: حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ

سورۃ ہود

(آیات:120تا123)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٢٠﴾
وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿١٢١﴾ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿١٢٢﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٢٣﴾

’’اور (اے محمدؐ) پیغمبروں کے وہ سب حالات جو ہم تم سے بیان کرتے ہیں ان سے ہم تمہارے دل کو قائم رکھتے ہیں اور ان (قصص) میں تمہارے پاس حق پہنچ گیا اور (یہ) مومنوں کے لئے نصیحت اور عبرت ہے اور جو لوگ ایمان نہیں لائے ان سے کہہ دو کہ تم اپنی جگہ عمل کئے جاؤ ہم (اپنی جگہ) عمل کئے جاتے ہیں اور (نتیجہ اعمال کا) تم بھی انتظار کرو، ہم بھی انتظار کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزوں کا علم اللہ ہی کو ہے اور تمام امور کا رجوع اسی کی طرف ہے۔ تو اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسا رکھو۔ اور جو کچھ تم کر رہے ہو تمہارا پروردگار اس سے بے خبر نہیں۔‘‘

یہاں انباء الرسل کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔ فرمایا، اے محمدؐ! یہ سب چیزیں جو ہم آپ پر بیان کر رہے ہیں، یہ انباء الرسل (یعنی رسولوں کی بہت اہم خبریں) میں سے ہیں۔ یہ حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت لوط، حضرت شعیب اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کے حالات ہیں، تاکہ ان کے ذریعے سے ہم آپ کے دل کو تقویت دیں۔ اس میں آپ کے لئے یہ سبق ہے کہ جن مشکل حالات کا سامنا آپ کو اور آپ کے اہل ایمان ساتھیوں کو ہے، یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ ہمیشہ سے ہی ایسا ہوتا آیا ہے۔ ہمارے رسول جب بھی آئے، اُن کی اسی طرح ہی مخالفت ہوئی۔ انہوں نے اسی طرح کی مشقتیں جھیلیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام کو بھی کہا گیا کہ اگر تمہارا خاندان نہ ہوتا تو ہم کبھی کے تمہیں ہلاک کر چکے ہوتے۔ اے نبیؐ، جو صورتحال آپ کو پیش آ رہی ہے، جن حالات سے آپؐ دوچار ہیں یہ اس راستے کے لازمی سنگ میل ہیں اور یہ حالات دل کی مضبوطی کے لئے ہیں۔ وقتی حالات اور مشکلات و مصائب سے قطع نظر قابل غور بات یہ ہے کہ اس راہ میں بالآخر کامیاب کون ہوا؟ سابقہ رسولوں کی طرح اے نبی بالآخر کامیابی آپؐ کی اور آپؐ کے ساتھیوں کی ہی ہونی ہے۔ اس قرآن میں یا (اس سورت میں) آپ کے پاس حق آ گیا، اور اہل ایمان کے لئے نصیحت اور یاددہانی آ گئی ہے۔ آپؐ ان لوگوں سے جو ایمان نہیں رکھتے، کہہ دیجئے کہ میری مخالفت اور دشمنی میں جو کرنا چاہتے ہو کر گزرو اور ہم بھی جو کر سکتے ہیں کر رہے ہیں۔ اور تم بھی انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ کیا فیصلہ سناتا ہے اور ہم بھی منتظر ہیں۔

اور اللہ ہی کے لئے ہیں آسمان اور زمین کی تمام چھپی باتیں اور تمام چھپے خزانے اور کُل کا کُل معاملہ بالآخر اُسی کی جانب لوٹا دیا جائے گا۔ بس اسی کی بندگی اور پرستش کیجئے اور اسی پر توکل کیجئے۔ آپ کا اعتماد اور بھروسا اُسی کی ذات پر ہو، اور یقیناً آپؐ کا رب اُس چیز سے جو آپ کر رہے ہیں، غافل نہیں ہے۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

دنیا سے نفرت اور کم گوئی حکمت کی نشانی ہے!

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَ اَبِیْ خَلَّادٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِذَا رَاَيْتُمُ الْعَبْدَ يُعْطٰى زُهْدًا فِی الدُّنْيَا، وَقِلَّةَ مَنْطِقٍ، فَاقْتَرِبُوْا مِنْهُ فَاِنَّهٗ يُلَقَّى الْحِكْمَةَ)) (رواه الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَان)

حضرت ابوہریرہ اور ابوخلاد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ اُسے دنیا سے نفرت اور کم گوئی کا عطیہ دیا گیا ہے تو اس کا قرب تلاش کرو۔ اس لئے کہ اُسے حکمت دی گئی ہے۔‘‘

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

10 تا 16 جولائی 2012ء — جلد 21
19 تا 25 شعبان المعظم 1433ھ — شمارہ 28

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' **طابع**: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67- اے علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36366638-36316638 فیکس: 36271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

تھیٹر کا خوبصورت مکالمہ

آخر وہی ہوا جس کا قوم کو خدشہ تھا۔ پاکستان کی سیاسی اور عسکری قیادت نے نیٹو سپلائی کی بحالی کا فیصلہ کر دیا۔ سوال یہ ہے کہ جب اس قوم کی عظیم اکثریت یہ رائے رکھتی تھی اور ہے کہ نیٹو سپلائی کی بحالی پاکستان کے مفاد میں نہیں ہے، تو آخر کیوں ہم اس دشمن کو راہداری فراہم کر رہے ہیں جس کے اُمت مسلمہ کا بدترین دشمن ہونے پر کسی ذی شعور اور باضمیر مسلمان کو رتی بھر شک نہیں۔ سوال یہ ہے کہ پاکستان کی اس نام نہاد قیادت کو کیا مجبوری لاحق ہوئی تھی؟ کیا امریکی سرپرستی میں افغانستان سے ہونے والے شدت پسندوں کے حملے ہمارے لیے اتنے خطرناک ثابت ہو رہے تھے اور ناقابل مزاحمت تھے؟ کیا بھارت کے لائن آف کنٹرول پر بوفورس توپیں نصب کرنے سے اور باہمی فائرنگ کے تبادلے سے ہم خوفزدہ ہو گئے تھے؟ ہم نے اپنی پارلیمنٹ کی قرارداد کو لیشن سپورٹ کے 1.18 ارب ڈالر میں فروخت کر دی۔ گویا پارلیمنٹ کی آبروریزی چند ڈالروں کی خاطر قبول کر لی۔ کیا گوادر کے پانیوں میں آنے والے امریکی بحری بیڑے نے ہمارے اوسان خطا کر دیے؟ کیا امریکہ کے یومِ آزادی پر ایک غلام نے اپنے آقا کی خدمت میں یادگاری تحفہ پیش کیا؟ کچھ تو بتائیے، کچھ تو لب کشائی کیجیے کہ اصل ماجرا کیا ہے۔ کیوں پاکستان بلکہ اُمت مسلمہ کے مفاد اور تحفظ پر کاری ضرب لگائی گئی ہے؟ کیوں بے چارے عوام کی امیدوں اور توقعات کا خون کیا گیا ہے؟ کیوں ایک بار پھر اس حسرت زدہ عوام کی عزت و آبرو کو سرِعام نیلام کیا گیا ہے؟ قومے فروختند و چہ ارزاں فروختند۔

ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان کے حکمران اپنے عوام یا رعایا کی نفسیات کو بہت اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ بھولی اور بھول جانے والی قوم ہے۔ ایک چپ سادھ لو، دو چار دن رو پیٹ کر چپ ہو جائے گی۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ کیا کیا اس قوم نے بھلا دیا۔ حیدر آباد دکن اور جونا گڑھ کو بھلا دیا۔ یہ قوم جسے قائداعظم کہہ کر پکارتی ہے اس کی اس پکار کو بھلا دیا کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔ اور تو اور ڈھاکہ کے پلٹن میدان میں ٹائیگر نیازی کا کیپ اور پیٹی اتار کر اور سر جھکا کر پستول بھارتی جنرل کو پیش کرنا بھلا دیا۔ سیاچن کو بھلا دیا کہ وہاں گھاس کا تنکا بھی نہیں اگتا تھا۔ زخموں سے چور چور اس قوم نے کارگل کو بھلا دیا۔ لہٰذا شہداء کا خون اور پارلیمنٹ کی آبروریزی بھی بھول جائیں گے۔ ان کا یہ خیال صدفی صد درست ہے۔ اس لیے کہ بعض اوقات تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم قومی سطح پر نسیان کے مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ البتہ مسئلہ اس قوم میں سے ایک قلیل گروہ کا ہے جس کے لیے یادِ ماضی بھی عذاب ہے اور حال بدتر ہے۔ وہ بعض اقدام کو جواز بنا کر اپنا حوصلہ قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن کوئی پسپائی، کوئی رسوائی، کوئی سرنڈر ان کے حوصلوں پر تیشہ بن کر گرتا ہے۔ جب کبھی یہ کہا جاتا تھا کہ ''پاک سرزمین کے چپہ چپہ کی حفاظت ہمارا مقدس فریضہ ہے'' تو ایسے لوگ خود کو سنبھالا دیتے تھے، لیکن اب تو ایسے خوش فہم لوگوں کو بھی یہ جملہ کسی جوان کی گھن گرج نہیں بلکہ کسی تھیٹر کا خوبصورت مکالمہ معلوم ہوتا ہے، جس پر تماش بین دیر تک پر جوش تالیاں پیٹتے رہتے ہیں۔ بہرحال ایسے مخلص لوگوں کے پاس بھی اب سر پیٹنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

پاکستان کا سیکولر طبقہ جو ایک عرصہ سے غیر مسلموں اور کافروں کے عشق میں مبتلا ہے بھارت کا معاملہ ہو تو وہ اپنا رشتہ اشوک اور اکبر اعظم سے جوڑ کر اور ہندوستان کے کلچر اور رسوم و رواج کے اشتراک کی بات کر

کے محبت کے زمزمے بہاتا ہے اور مغرب کا معاملہ ہو تو سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی سے مرعوب ہو جانے اور سرنگوں ہونے کا درس دیتا ہے۔ لہٰذا اس پس منظر میں ہمیشہ دفاع پر اٹھنے والے اخراجات پر کڑی تنقید کرتے تھے اور ہیں۔ ہم نے اس پر انہیں ہمیشہ سخت ترین تنقید کا نشانہ بنایا اور بھارت کے بڑھتے ہوئے دفاعی بجٹ اور عالمی سطح پر اسلحہ کے ڈھیر لگنے کی طرف ان کی توجہ مبذول کرائی۔ ہمارا آج بھی یہی موقف ہے اور اس مقولے کا حوالہ ہمارا موقف واضح کرے گا: ''امن چاہتے ہو تو جنگ کے لیے تیار رہو''۔ اور یہ ایک اٹل تاریخی حقیقت ہے کہ امن ہمیشہ طاقت اور بہادری سے قائم کیا جاتا ہے۔ کمزوری اور بزدلی تو جنگ اور سربریت کی دعوت دیتی ہے۔ اس حوالہ سے اہم ترین اور لاجواب کر دینے والی دلیل یہ ہے کہ دو ایٹمی قوتوں کے درمیان نہ آج تک جنگ ہوئی ہے اور نہ آثار دکھائی دیتے ہیں۔ البتہ دفاع پر اٹھنے والے بے تحاشا اخراجات کے حوالہ سے ہمارا ذہن اب اس طرف منتقل ہوا ہے کہ اگر ہر ایشو پر پسپائی اور سرنڈر ہماری طے شدہ پالیسی ہے تو پھر عوام کے خون پسینہ کی کمائی اس شعبہ میں خرچ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

علاوہ ازیں یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ نظریاتی قوم اگر اپنے نظریہ سے انحراف کر لے تو ایٹم بموں اور ہائیڈروجن بموں کے انبار بھی اس ملک کو شکست و ریخت سے بچا نہیں سکتے۔ دور جانے کی ضرورت نہیں، آج سے صرف ربع صدی پہلے سوویت یونین اسلحہ اور ٹیکنالوجی کے حوالہ سے دوسری بڑی قوت تھی، لیکن کمیونزم کی بنیاد پر وجود میں آنے والے اس عظیم ملک نے عملی طور پر کمیونزم سے انحراف کیا تو ایٹمی قوت کا حامل یہ ملک یوں بکھر گیا جیسے کانچ کا برتن پختہ فرش پر گر کر بکھر جاتا ہے۔ اور اپنے نظریہ پر سختی سے قائم رہ کر نہتے لوگ بھی وقت کی عظیم ترین قوت اور اس کے 48 اتحادیوں کو ناکوں چنے چبوا دیتے ہیں۔ جس کی زندہ اور پائندہ مثال ہمارے ہمسائے میں 49 ممالک کا سپریم پاور آف دی ورلڈ امریکہ کی قیادت میں انیسویں صدی کے لوگوں کے ہاتھوں ذلیل و رسوا ہونا ہے، اور اب وہ بھاگنے کا راستہ ڈھونڈ رہے ہیں۔ لہٰذا ہم اپنا روزِ اوّل والا موقف ہی دہرائیں گے کہ یہ ممکن نہیں کہ جَو بیج کر گندم کاٹی جائے یا کانٹے بو کر پھولوں کی توقع کی جائے۔ ہم نظریاتی طور پر گمراہ ہوئے۔ جو ملک ہم نے 1947ء میں لا الٰہ الا اللہ کہہ کر حاصل کیا اور دو سال بعد 1949ء میں قراردادِ مقاصد منظور کر کے اس پر مہر تصدیق ثبت کی تو پھر بعد ازاں ڈی ٹریک ہونے پر بلکہ صحیح تر الفاظ میں یوٹرن لینے پر ہمارا اور سوویت یونین کا انجام ایک جیسا کیوں نہ ہو۔ پاکستان ایک جسد ہے اور نظریۂ پاکستان روح ہے۔ یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ نظریہ بنیاد ہے اور پاکستان ایک عمارت ہے جو نظریہ پر قائم ہوگی تو مستحکم ہوگی۔ لہٰذا پاکستان کو اگر نظریہ پاکستان سے فارغ کر دیا جاتا ہے تو وہ اپنے وجود کا جواز کھو دے گا۔ اگر کچھ لوگوں کو پاکستان سے محبت ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ شب قدر میں بننے والا ملک مضبوط و مستحکم ہو، عالمی سطح پر اس کی عزت اور وقار ہو، دنیا میں اس کی ایک آواز اور اہمیت ہو تو پھر شب قدر میں نازل ہونے والی مقدس کتاب کو اپنا امام بنانا ہوگا۔ انفرادی اور اجتماعی سطح پر دین اسلام کو غالب کرنا ہوگا، وگرنہ اگلی پسپائی آپ کی منتظر ہے۔

''(اے علیؓ) اللہ کی قسم! اگر اللہ تیرے ذریعے سے ایک آدمی کو بھی راہِ راست پر چلنے کی توفیق دے تو یہ تیرے لیے اس سے بہتر ہے کہ تجھے سرخ اونٹ ملیں۔'' (الحدیث)

رمضان المبارک کے موقع پر
مکتبہ خدام القرآن لاہور کی
خصوصی پیشکش

رمضان گفٹ پیک

دین حق کا پیغام عام کرنے کے لیے اپنے اعزہ و اقارب اور دوست احباب کو تحفہ دیجیے

جس میں شامل ہیں:
- بیان القرآن (2 MP3 CDs) قرآن مجید کا ترجمہ اور مختصر تفسیر
- مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق
- عظمت صیام و قیام رمضان المبارک
- راہ نجات سورۃ العصر کی روشنی میں
- نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں
- نیکی کی حقیقت آیۃ البر کی روشنی میں
- مسلمان خواتین کے دینی فرائض
- توبہ کی عظمت و تاثیر

از: ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

صرف 100 روپے میں

اسٹاک محدود ہے
ڈاک خرچ -/40 روپے۔
ڈاک سے منگوانے والے حضرات -/140 روپے کا منی آرڈر یا بنک ڈرافٹ درج ذیل ایڈریس پر ارسال فرمائیں

مکتبہ خدام القرآن لاہور قرآن اکیڈمی K-36، ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون: 3-042-35869501 email: maktaba@tanzeem.org web: www.tanzeem.org

تکذیبِ حق کا انجام

سورۃ القمر کی آیات 6 تا 16 کی روشنی میں

امیر تنظیم اسلامی محترم **حافظ عاکف سعید** حفظہ اللہ کے 29 جون 2012ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[سورۃ القمر کی آیات 6 تا 16 کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات! دو جمعوں کے ناغے کے بعد آج حاضری ہو رہی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ہم نے سورۃ قمر کا مطالعہ شروع کیا تھا، لیکن اس کی ابتدائی پانچ آیات سے آگے بڑھ نہیں پائے تھے۔ اس کے شروع میں شق قمر کا واقعہ ہے۔ مشرکین قریش نے اتنی بڑی حقیقت دیکھنے کے بعد بھی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا اور کہنے لگے کہ ہماری نظر بندی کر دی گئی ہے، چاند کو کچھ نہیں ہوا۔ اس پر قرآن کا تبصرہ ہے کہ

﴿وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ (2) وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ (3) وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ (4) حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ (5)﴾

"اور اگر کافر کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک ہمیشہ کا جادو ہے اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور ہر کام کا وقت مقرر ہے اور ان کو ایسے حالات (سابقین) پہنچ چکے ہیں جن میں عبرت ہے۔ اور کامل دانائی (کی کتاب بھی) لیکن ڈرانا ان کو کچھ فائدہ نہیں دیتا۔"

یعنی ان مشرکین کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ وہ نہیں چاہتے کہ حضورﷺ کی رسالت کو تسلیم کریں، قرآن کو اللہ کا کلام مانیں۔ اس لیے کہ آپؐ پر ایمان لانے کے بعد انہیں اپنے ایک ایک عمل کی پہرے داری کرنی پڑے گی، پھر حلال وحرام کی پابندی کرنی ہوگی، عیش اور اللے تللوں کو چھوڑنا پڑے گا۔ لہٰذا انہوں نے یہی بہتر خیال کیا کہ آپؐ کی رسالت کا انکار کر دو۔ حالانکہ انکار کی یہ روش اُن کے لئے سخت نقصان کا باعث ہے۔ ان کے پاس پچھلے رسولوں اور ان کی امتوں کے حالات تفصیل سے آ چکے ہیں، جس میں اُن کے لئے عبرت کا سامان ہے۔ اُن سے پہلے قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود اور آل فرعون کے پاس بھی اللہ کے رسول آئے تھے۔ وہ بھی ایک اللہ کی بندگی کی دعوت دے رہے تھے، جو آپؐ دے رہے ہیں، اور اُن کی قوم نے بھی یہ حرکت کی تھی جو اب قریش مکہ اور سرداران قریش کر رہے ہیں۔ اس وقت کے سرداروں کا بھی یہی طرز عمل تھا۔ انہوں نے بھی رسول کو جھٹلایا۔ اُسے مجنوں، شاعر اور جادوگر قرار دیا۔ اس روش کا انجام یہ ہوا کہ قومیں نسیاً منسیاً کر دی گئیں۔ اُن کی جڑ کاٹ دی گئی۔ ایک بھی ذی نفس باقی نہ رہا۔ اقوام سابقہ کے اِس کردار اور انجام میں قریش کے لیے بڑی سرزنش کا پہلو ہے۔ یہ بڑی دلنشین حکمت اور دل میں اُترنے والی موعظت ہے۔ مگر قریش نے اس سے سبق نہیں لیا۔

میں نے اسی حوالے سے عرض کیا تھا کہ ہمارے سامنے بھی آج کے دور میں بڑے بڑے واقعات ہو چکے ہیں، جن میں ہمارے لیے آنکھیں کھولنے کا بڑا سامان ہے۔ مگر جس طرح قریش نے آنکھیں نہیں کھولیں، ہم بھی آنکھیں کھولنے کو تیار نہیں۔ سب سے بڑا واقعہ نہتے طالبان کی سرخروئی اور امریکہ کی شکست ہے۔ مسلمانوں کے لیے اللہ کی سنت ہے کہ جب وہ اُس کے وفادار ہوں تو وہ اُن کو دنیا میں بھی غلبہ و اقتدار، سربلندی و وقار اور عزت واحترام عطا کرتا ہے۔ اور اگر معاملہ اللہ سے بے وفائی اور اُس کے دین سے غداری کا ہو تو تمام تر قوت رکھنے کے باوجود بھی اُن کی حیثیت صفر ہو جاتی ہے۔ اِس بات میں مسلمانوں خصوصاً ہم اہل پاکستان کے لئے بہت بڑا سبق ہے کہ ساری دنیا اپنی ٹیکنالوجی کی تمام تر برتری کے ساتھ نہتے طالبان پر ٹوٹ پڑی مگر انہوں نے امریکہ اور نیٹو کے متحدہ جتھے کو شکست دے دی۔ ایسا اِس لئے ممکن ہوا کہ طالبان نے اللہ سے وفاداری کی، اُس کے دین و شریعت کو اپنے ہاں نافذ کیا، تو انہیں اللہ کی مدد حاصل ہوئی۔ اللہ کی نصرت کے سہارے انہوں نے عالم کفر کے بہت بڑے عسکری لشکر کو ہزیمت سے دوچار کر دیا۔ یہ بات آج ساری دنیا کہہ رہی ہے کہ طالبان کو شکست نہیں دی جا سکی۔ اس کا ثبوت یہ ہے امریکہ ایک عرصے سے انہیں مذاکرات کی دعوت دے رہا ہے۔ امریکہ کا طالبان کو مذاکرات کی دعوت اپنی شکست تسلیم کرنا ہے۔ مذاکرات کی دعوت کا مطلب یہ ہے کہ اُس نے یہ تسلیم کر لیا کہ طالبان ایک ایسی طاقت ہیں جس کے ساتھ بیٹھ کر ہمیں گفتگو کرنی پڑے گی۔ قرآن حکیم میں صلح حدیبیہ کے واقعہ کو 'فتح عظیم' قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ اس صلح سے عرب کی سب سے بڑی سیاسی اور مذہبی قوت قریش نے یہ تسلیم کر لیا تھا کہ ہاں، اب محمد (ﷺ) ہمارے مقابلے میں ایسی قوت ہیں کہ ہمیں ان کے ساتھ معاہدہ صلح کرنا ہے۔ چنانچہ اِس صلح کے فوراً بعد حضورﷺ نے دوسرے ملکوں میں دعوتی خطوط بھیجے۔ بہر کیف امریکہ کا طالبان کو مذاکرات کی دعوت دینا ہی اپنی شکست تسلیم کرنا ہے۔ طالبان کا دفاع اللہ نے کیا ہے۔ قرآن حکیم نے یہ بات چودہ سو سال پہلے کہہ دی تھی کہ اہل ایمان کا دفاع اللہ خود کرے گا، اور جس کا دفاع اللہ کرے اُسے کون زیر کر سکتا ہے۔ ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ سابقہ اقوام نے بھی جن

کا تذکرہ پیچھے ہو چکا ہے آنکھیں نہیں کھولیں تو اپنے آخری انجام سے دوچار ہوکر رہیں۔ اگر ہم بھی آنکھیں نہیں کھولیں گے تو ہمارا بھی بہت برا حشر ہوگا۔

اب آیئے، آج کی زیر مطالعہ آیات کی طرف!

آیت نمبر 6 میں فرمایا:

﴿فَتَوَلَّ عَنۡهُمۡ یَوۡمَ یَدۡعُ الدَّاعِ اِلٰی شَیۡءٍ نُّکُرٍ ۙ﴿۶﴾﴾

''تو تم بھی ان کی کچھ پروانہ کرو۔ جس دن بلانے والا ان کو ایک ناخوش چیز کی طرف بلائے گا۔''

یعنی سرداران قریش کا حال یہ ہے کہ ان پر قرآن کی حکمت کا ذرا بھی اثر نہیں ہوا، اور وہ آپؐ کی مخالفت کررہے ہیں، آپؐ کو ساحر، مجنوں کہہ رہے ہیں، اے نبیؐ! آپ ایسے سنگدلوں سے اعراض کیجئے۔ اُن کی باتوں کی پروانہ کیجئے، اپنے فریضۂ دعوت اور کار رسالت کی ادائی میں لگے رہیے۔ اللہ تعالیٰ کا آپ پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے آپؐ کو آخری نبی اور رحمۃ للعالمین بنایا۔ اگر یہ نہیں مانتے تو ان کی انکار کی روش کا نقصان انہی کو ہوگا۔ اس ہٹ دھرمی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیا و آخرت میں ان کی کوئی حیثیت نہ ہوگی، اللہ کی نگاہ میں یہ پرکاہ کے برابر بھی نہ ہوں گے۔ پھر یہ بچ کے کہاں جائیں گے۔ آخر وہ وقت تو آنا ہی ہے کہ جب ایک پکارنے والا صور میں پھونکا جائے گا۔ اور اگلے پیچھے سب اپنی قبروں سے اُٹھ کر میدان حشر کی طرف دوڑ رہے ہوں گے۔ یہ نفخۂ ثانیہ کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ نفخۂ اولیٰ سے عام موت طاری ہو جائے گی اور پورا نظام کائنات تلپٹ ہو جائے گا، صرف وہی بچے گا جسے اللہ چاہے گا۔ نفخۂ ثانیہ پر سب لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے اور میدان حشر کی طرف دوڑ رہے ہوں گے۔

﴿خُشَّعًا اَبۡصَارُهُمۡ یَخۡرُجُوۡنَ مِنَ الۡاَجۡدَاثِ کَاَنَّهُمۡ جَرَادٌ مُّنۡتَشِرٌ ۙ﴿۷﴾ مُّهۡطِعِیۡنَ اِلَی الدَّاعِ ؕ یَقُوۡلُ الۡکٰفِرُوۡنَ هٰذَا یَوۡمٌ عَسِرٌ ﴿۸﴾﴾

''تو آنکھیں نیچی کئے ہوئے قبروں سے نکل پڑیں گے گویا بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں۔ اس بلانے والے کی طرف دوڑتے جاتے ہوں گے۔ کافر کہیں گے یہ دن بڑا سخت ہے۔''

یعنی آج تو یہ بڑھ چڑھ کر باتیں کررہے ہیں کہ قیامت نہیں آنی، یہ محض شاعرانہ باتیں ہیں، لیکن اس دن ان کی نگاہیں زمین میں گڑی ہوئی ہوں گی۔ وہ اپنی قبروں سے یوں نکلیں گے جیسے بکھری ہوئی ٹڈیاں ہوں۔ جس طرح بارش کے بعد لاکھوں پتنگے زمین سے نکل آتے ہیں، اسی طرح نفخہ ثانیہ کے بعد زمین سے لوگ برآمد ہوں گے۔ ہر شخص کے ساتھ ایک دھکا لگانے والا ہوگا، اور ایک گواہ ہوگا جو اعمال نامہ لے کر ساتھ چل رہا ہوگا۔ آدمی محاسبہ کے خوف سے میدان حشر کی طرف جانا نہ چاہے گا لیکن خواہی نہ خواہی دوڑتے ہوئے جانا ہوگا۔ کفار اُس دن کے ہولناک احوال و شدائد اور اپنے جرائم کا تصور کر کے کہیں گے کہ یہ دن بہت کٹھن آیا ہے۔ ہمیں کس نے ہماری قبروں سے جگا دیا ہے۔ یہ تو وہی دن ہے جس کا وعدہ رحمٰن نے کیا تھا، اور رسولوں نے سچ کہا تھا، مگر ہم ہی اُن کی وعید کو نظر انداز کرتے رہے۔

﴿کَذَّبَتۡ قَبۡلَهُمۡ قَوۡمُ نُوۡحٍ فَکَذَّبُوۡا عَبۡدَنَا وَ قَالُوۡا مَجۡنُوۡنٌ وَّ ازۡدُجِرَ ﴿۹﴾﴾

''ان سے پہلے نوحؑ کی قوم نے بھی تکذیب کی تھی تو انہوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا اور کہا کہ دیوانہ ہے اور انہیں ڈانٹا بھی۔''

دیکھئے، سرداران قریش جو آپؐ کو جھٹلا رہے ہیں، یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ پہلے بھی رسولوں کی تکذیب

پریس ریلیز

حافظ عاکف سعید

نبی کریم ﷺ کی رحمت کا سب سے بڑا مظہر نظام خلافت ہے

نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ نظام خلافت کا راستہ روکنے کے لیے ہے

نبی کریم ﷺ کی رحمت کا سب سے بڑا مظہر نظام خلافت ہے۔ ملک میں جاری ظلم اور بددیانتی سمیت تمام مسائل کا حل قیام نظام خلافت میں ہے۔ ان خیالات کا اظہار امیر تنظیم اسلامی و صدر تحریک خلافت حافظ عاکف سعید نے قرآن آڈیٹوریم میں ''احیائے خلافت سیمینار'' کا صدارتی خطبہ دیتے ہوئے کیا۔ اُنھوں نے کہا کہ نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ نظام خلافت کا راستہ روکنے کے لیے ہے۔ یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ ہم نے رحمت اللعالمین کی صفات کو بھلا دیا ہے۔ یہود اور ان کے سرپرستوں نے خلافت کے تصور کو مسخ کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ خلافت اسلام کے نظام عدل اجتماعی اور نکتہ توحید کی عمل تفسیر ہے۔ انہوں نے کہا کہ 3 مارچ 1924ء جب تک قصر خلافت کی عمارت برقرار تھی طاغوتی نظام اس سے خوفزدہ تھا۔ افسوس کہ یہ نظام اب ہماری یادداشت سے محو ہو چکا ہے۔ نبی کریم کی پیشین گوئیوں اور قرآن پاک کی آیات کے مطابق قیامت سے قبل کل روئے ارضی پر نظام خلافت قائم ہو کر رہے گا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ کے دین کو خود اپنی ذات اور اپنے گھروں میں نافذ کریں ملک میں نظام خلافت کے قیام کے لیے ہمیں حزب اللہ بن کر رب کی دھرتی پر رب کا نظام نافذ کرنا ہوگا۔ احیائے خلافت سیمینار سے ناظم اعلیٰ تحریک خلافت پاکستان انجینئر مختار فاروقی اور معروف دانشور و کالم نگار جناب اوریا مقبول جان نے بھی خطاب کیا۔ (پریس ریلیز: 1 جولائی 2012ء)

نیٹو سپلائی بحال کرنا قوم اور ملک سے غداری کے مترادف ہے

حکمران نیٹو سپلائی کھول کر اللہ کے غضب کو اور نہ بھڑکائیں اور نام نہاد دہشت گردی کی اس جنگ سے علیحدگی اختیار کریں

نیٹو سپلائی بحال کرنا قوم اور ملک سے غداری کے مترادف ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ امریکی سرپرستی میں پاک سرزمین پر افغان تخریب کاروں کے حملے اور ڈرون حملوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ امریکہ پاکستان کی خودمختاری اور سلامتی کا بدترین دشمن ہے۔ ان حالات میں نیٹو سپلائی بحال کرنا سانپ کو دودھ پلانے کے مترادف ہے۔ انھوں نے کہا کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف امریکہ کی طرف سے برپا کی گئی صلیبی جنگ میں امریکہ اور نیٹو کے ساتھ کسی بھی نوعیت کا تعاون کرنا اللہ کو ناراض کرنے کے مترادف ہے چنانچہ گزشتہ دس سال میں اس نوع کی پالیسی اپنانے سے پاکستان مسلسل مختلف عذابوں کی زد میں ہے۔ خدارا نیٹو سپلائی کھول کر اللہ کے غضب کو اور نہ بھڑکائیں اور نام نہاد دہشت گردی کی اس جنگ سے علیحدگی اختیار کریں تاکہ ہمارے ملک میں امن و امان قائم ہو سکے۔

(پریس ریلیز: 2 جولائی 2012ء)

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان)

ہوئی ہے۔ چنانچہ نوح علیہ السلام کی قوم نے بھی انہیں جھٹلایا۔ ''فَکَذَّبُوْا عَبْدَنَا'' انہوں نے ہمارے ایک بندے کی تکذیب کی۔ ''عبدنا'' کے لفظ میں بڑی اپنائیت اور محبت ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ نوح میرا بندہ تھا۔ وہ میری طرف سے ایک مشن پر مامور تھا۔ وہ میرا وفادار تھا، مجھ سے سب سے بڑھ کر محبت کرنے والا تھا۔ انہوں نے اس کو بھی جھٹلایا، اور کہا کہ یہ تو دیوانہ ہے۔ حضورﷺ کو بھی مکی دور میں (معاذ اللہ) ساحر اور مجنون کہا گیا، اگرچہ ہجرت کے بعد صورت حال بدل گئی تھی۔ قوم نوح نے انہیں ڈانٹ ڈپٹ بھی کی اور کہا کہ اے نوح، اگر تم اپنی اس دعوت سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے۔ اِس پر انہوں نے اللہ سے التجا کی:

﴿فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝۱۰﴾

''تو انہوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ (بارالہا) میں (ان کے مقابلے میں) کمزور ہوں تو (ان سے) بدلہ لے۔''

پروردگار! اب یہ مجھے ہلاک کرنے پر تل گئے ہیں، یہ مجھے سنگسار کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہی ان سے انتقام لے۔ یہ دعا نوح علیہ السلام نے زندگی کے آخری حصے میں کی تھی۔ نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو برس تک دعوت دیتے رہے، مگر قوم ایمان نہ لائی اور حق کی مخالفت کرتی رہی۔ تا آنکہ جب اہل قوم اُن کی جان کے درپے ہو گئے تو اللہ کی خصوصی نصرت کا ظہور ہوا۔ اللہ نے حضرت نوحؑ اور اُن کے ساتھیوں کو بچا لیا اور قوم کو عذاب ہلاکت سے دوچار کر دیا۔ ظاہر ہے رسول زمین پر اللہ کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کے باب میں یہ بات طے کر دی ہے کہ ان کی لازماً مدد کی جائے گی۔ چنانچہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دینے کا فیصلہ ہو گیا، تو اللہ نے انہیں زندہ آسمان پر اُٹھا لیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کو جب قوم نے کہا کہ بس بہت ہو گئی اب ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے، تو اللہ کی طرف سے قوم کی ہلاکت کا فیصلہ آ گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں پانی کے عذاب سے نشانِ عبرت بنا دیا۔

﴿فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝۱۱ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓي اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝۱۲﴾

''پس ہم نے زور کے مینہ سے آسمان کے دہانے کھول دیئے اور زمین میں چشمے جاری کر دیئے تو پانی ایک کام کے لئے جو مقدر ہو چکا تھا جمع ہو گیا۔''

اللہ تعالیٰ نے آسمان کے دروازے برستے پانی کے لئے کھول دیئے اور موسلا دھار بارش ہوئی۔ پانی کے بھرنے سے آنے والی تباہی کا کچھ بہت تجربہ آپ کو بھی ہوا ہوگا۔ یہ ہمارے سامنے کی بات ہے کہ پچھلے سال سوات اور دیر کے علاقے میں ہونے والی بارشوں سے نہایت خوفناک سیلاب آیا۔ اِس سیلاب سے نوشہرہ بھی ڈوب گیا تھا۔ یہ سیلاب اتنا تباہ کن تھا کہ دریا پر سے 30،40 فٹ اونچے پل بھی پانی میں بہہ گئے۔ کوئی پل بھی باقی نہ بچا۔ یہ سیلاب موسلا دھار بارش کا نتیجہ تھا۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ بارش سے بھی کس قدر خوفناک تباہی آ سکتی ہے۔ آسمان سے موسلا دھار بارش کے ساتھ ساتھ زمین سے بھی چشمے ابلنے لگے تھے۔ سورۂ نور میں آیا ہے کہ تنور پھوٹ نکلا۔ وہیں سے چشمے پھوٹ نکلے۔ آسمان سے موسلا دھار بارش اور زمین سے چشموں کی شکل میں پھوٹنے والے پانی نے مل کر سیلاب کی شکل اختیار کر لی، اور پوری قوم سیلاب میں غرق ہو گئی۔

رسول اور اُس کے اہل ایمان ساتھیوں کو کیسے بچایا گیا، اس بارے میں آگے فرمایا:

﴿وَحَمَلْنٰهُ عَلٰي ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۝۱۳ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَاۗءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ۝۱۴﴾

''اور ہم نے نوح کو ایک کشتی پر جو تختوں اور میخوں سے تیار کی گئی تھی سوار کر لیا، وہ ہماری آنکھوں کے سامنے چلتی تھی (یہ سب کچھ) اس شخص کے انتقام کے لئے کیا گیا جس کو کافر مانتے نہ تھے۔''

اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھئے، اتنے بڑے سیلاب سے جس کو بچانا تھا چند تختوں کے ذریعے بنی ہوئی کشتی کے ذریعے بچا لیا۔ بچانے والا اللہ ہے۔ یہ اس کا اختیار ہے، جس کو چاہے بچانے کا ذریعہ بنا دے۔ کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ وہ جان کے دشمن کو بھی زندگی بچانے کا ذریعہ بنا دیتا ہے۔ یہ تو اس کا فیصلہ تھا کہ ایک کشتی کے ذریعے اتنے ہولناک اور مہیب سیلاب میں اپنے بندے کو بچا لیا۔ یہ کشتی اللہ کی نگرانی میں چل رہی تھی اور یہ تیار بھی اللہ کی نگرانی میں ہوئی۔ سورۂ ھود میں اور دیگر کئی مقامات پر یہ بات آئی ہے۔ طوفان نوحؑ کے متعلق ایک رائے یہ ہے کہ یہ پورے کرۂ ارضی پر آیا تھا۔ دوسری رائے یہ ہے کہ یہ صرف اُسی علاقے میں آیا تھا جہاں قوم نوح آباد تھی، اور اس وقت تک نسل انسانی اسی علاقے میں محدود تھی۔ اس علاقے سے باہر کوئی نہیں تھا۔ بہر کیف پوری نوع انسانی کو غرق کر دیا گیا۔ یہ بہت بڑا سیلاب تھا، جس کی زد میں پورا علاقہ آیا اور اُس سے حضرت نوح علیہ السلام اور اُن کے ساتھیوں کے سوا کوئی بھی نہیں بچا۔ یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام کا ایک بیٹا جو ایمان نہیں لایا تھا، وہ بھی ان کی نگاہوں کے سامنے ہی غرق ہو گیا۔ اس کے بعد نسل آدم حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹوں سے آگے چلی ہے، اسی لیے انہیں آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ قوم نوح کو اس انجام سے کیوں دوچار کیا گیا۔ اس لئے کہ انہوں نے اللہ کے اس بندے کی ناقدری کی۔ نوح علیہ السلام نے انہیں ساڑھے نو سو برس تک دعوت دی، مگر وہ حق کی مخالفت سے باز نہ آئے اور بالآخر اُن کی جان کے درپے ہو گئے۔ رسول نے دُعا کی تھی کہ پروردگار میں مغلوب ہوا چاہتا ہوں تو ان سے انتقام لے۔ تو اللہ نے انتقام لے لیا۔

﴿وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝۱۵﴾

''اور ہم نے اس کو ایک عبرت بنا چھوڑا۔ تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے۔''

اس آیت کے دو طرح سے ترجمے کیے گئے۔ بعض تراجم میں ''تَرَکْنٰھَا'' کی ضمیر ''ھا'' سے مراد ''واقعہ'' لی گئی ہے۔ لہٰذا ترجمہ یہ کیا گیا کہ ہم نے اس واقعہ کو ایک نشانی بنا دیا۔ ظاہر ہے، طوفان نوح غیر معمولی واقعہ تھا۔ یہ نہایت ہولناک سیلاب تھا، جس سے پوری قوم غرق کر دی گئی۔ لہٰذا یہ رہتی دنیا کے لئے ایک عبرت ہے۔ اس سے آنے والی نسلوں کو سبق سیکھنا چاہیے۔ دوسرے تراجم میں ''ھا'' کی ضمیر سے مراد ''کشتی'' لی گئی ہے۔ یعنی اللہ نے کشتی کو نشانی بنا دیا۔ کہا جاتا ہے کہ جب پانی اُتر گیا تو وہ کشتی جودی پہاڑ پر ٹک گئی تھی، جہاں عراق، ایران اور روس کی سرحدیں ملتی ہیں۔ جودی پہاڑ پر کشتی کا وجود اس قصہ کو یاد دلانے والا اور اللہ کی قدرت کا عظیم نشان ہے۔ ایک رائے یہ ہے کہ مسلمانوں نے جب عراق والجزیرہ کو فتح کیا، اُس زمانے میں بھی یہ کشتی جودی پر (اور ایک روایت کے مطابق باقردیٰ نامی بستی کے قریب) موجود تھی اور مسلمانوں نے اُسے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ (جدید تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ یہ کشتی اب تک وہاں موجود ہے۔ از مرتب)

عذاب کے تذکرے میں آخر میں فرمایا:

﴿فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝۱۶﴾

''سو (دیکھ لو کہ) میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا۔''

یعنی میرا عذاب اور میرا ڈرانا، (معاذ اللہ) کوئی خالی لفاظی نہیں تھی۔ جو کچھ تھا وہ سو فیصد سچ تھا اور حقیقت بن کر سامنے آ گیا۔ اس لئے اے مشرکین قریش تمہیں میرے عذاب سے ڈرنا چاہئے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو اختیار کرنے اور باطل کا راستہ روکنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) [مرتب: محبوب الحق عاجز]

برصغیر پاک و ہند میں

دروسِ قرآن کا سلسلۃ الذھب

از شاہ ولی اللہؒ تا ڈاکٹر اسرار احمدؒ

قاری محمد عبدالقیوم

قرآن پاک پر عمل کرنے کے لئے سب سے پہلی ضرورت یہ ہے کہ انسان اسے سمجھے۔ اور پھر اس پر عمل کرے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اس اہم ضرورت کا ادراک کرتے ہوئے برعظیم پاک و ہند میں ''فتح الرحمٰن'' کے نام سے قرآن مجید کا فارسی ترجمہ کیا۔ تاریخ ہند کا ہر طالبعلم جانتا ہے کہ مسلم حکومت کا یہ عہد زوال تھا۔ علامہ اقبال نے کہا تھا ؎

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

قرآن سے دوری اس زوال و پستی کا اہم سبب تھی۔ چنانچہ شاہ ولی اللہؒ نے مسلمانوں کو قرآن کریم سے قریب تر کرنے کے لئے تراجم قرآن اور دروس قرآن کا سلسلہ شروع کیا، تاکہ لوگ اسے سمجھیں اور چراغ راہ بنائیں۔ لیکن مولوی نما جاہ پرست اس پر مشتعل ہو گئے، اور انہوں نے حضرت شاہ ولی اللہؒ پر قاتلانہ حملہ کرا دیا۔ امیر الروایات میں ہے کہ دہلی کے شیعی حاکم نجف خان نے شاہ ولی اللہؒ کے پہنچے اُتروا دیئے، تاکہ ہاتھ بے کار ہو جائیں۔ شاہ ولی اللہؒ کے بعد اُن کے بیٹوں شاہ عبدالقادرؒ اور شاہ رفیع الدینؒ نے اردو تراجم کے ذریعے عام مسلمانوں کا قرآن کریم سے رشتہ استوار اور مضبوط کیا۔ تراجم کے ساتھ ساتھ دروسِ قرآن کے حلقے قائم کئے گئے، تاکہ قرآن کریم کے سرچشمہ ہدایت سے ہر خاص و عام استفادہ کر سکے۔ درسِ قرآن کا یہ سلسلہ شاہ ولی اللہؒ کے والد عبدالرحیمؒ کے عہد سے ہی شروع ہو چکا تھا۔ شاہ ولی اللہؒ نے لکھا ہے کہ ''مجھے متعدد بار اپنے والد بزرگوار کے درس قرآن میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ آپ قرآن کے معانی بڑے غور و تدبر کے ساتھ بیان فرماتے''۔ شاہ ولی اللہؒ کے فرزند شاہ عبدالقادرؒ اپنے اردو ترجمہ کا مسجد رشید آبادی میں باقاعدہ درس دیا کرتے تھے۔ شاہ صاحبؒ کے بعد پھر جماعت ولی اللّٰہی نے اس تحریک کو آگے بڑھایا۔

مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے دیوبند سے دہلی منتقل ہو کر ''نظارۃ المعارف القرآنیہ'' کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔ مولانا سندھی اس کے ناظم اور مولانا احمد علی صاحبؒ لاہوری اس کے نائب ناظم تھے۔ مولانا سندھیؒ اس ادارہ میں درس قرآن دیا کرتے تھے۔ مولانا کے درس کا خاص مقصد قرآن کریم کی تعلیم جہاد کو زندہ کرنا تھا۔ ولی اللّٰہی تحریک کے اولین رہنماؤں میں مولانا ابوالکلام آزادؒ نے کلکتہ میں دارالارشاد قائم کیا۔ یہ ادارہ مولانا سندھیؒ کی نظارۃ المعارف کے خطوط پر زیادہ زور دیتا تھا۔ ولی اللّٰہی تحریک کے مجاہد جلیل مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث تھے۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا خاص تعلق علوم حدیث سے تھا۔ لیکن 42ء کی تحریک آزادی میں مولانا گرفتار ہو کر مراد آباد جیل میں رونق افروز ہوئے جہاں مولانا حفظ الرحمٰنؒ اور مولانا محمد میاںؒ بھی پہنچ گئے۔ اس مبارک محفل میں مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے درس قرآن شروع فرمایا، اور تقریباً ایک ماہ تک سورۃ الفاتحہ کی تفسیر بیان فرمائی۔ مولانا کے یہ تفسیری افادات مولانا محمد میاں صاحبؒ نے ''درس قرآن کی سات مجلسیں'' کے نام سے شائع کیے ہیں۔

میاں نذیر حسینؒ محدث دہلوی

میاں نذیر حسینؒ محدث دہلوی کی مجلس درس میں موضح القرآن کی باقاعدہ تعلیم کا پتہ چلتا ہے۔ میاں صاحب حدیث کے سبق سے پہلے قرآن کا ایک رکوع پڑھایا کرتے تھے اور سال بھر کی حدیث کی سند کے ساتھ ترجمہ قرآن کی سند بھی عطا فرماتے تھے۔

نواب ضمیر مرزا آف لوہارو

نواب صاحب بڑے پرہیز گار عالم تھے۔ میاں صاحب کے شاگرد تھے۔ آپ نے اپنی خاندانی مسجد، مسجد نواب قاسم جان بلی ماراں دلی میں صباحی ترجمہ شروع کیا۔ یہ 1857ء کے بعد کا قریبی دور تھا۔ انگریزوں کو شبہ ہوا کہ کہیں نواب صاحب حکومت کے خلاف بغاوت نہ پھیلا رہے ہوں، اس اندیشہ کی بنا پر نواب صاحب کو ترجمہ بیان کرنے سے روک دیا گیا۔ نواب صاحب کا تعلق حضرت شیخ الہند کی تحریک ریشمی رومال سے تھا۔ ان کے بھائی نواب لوہارو کے کہنے سے حکومت نے نواب صاحب پر ہاتھ ڈالنے سے گریز کیا۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ

حضرت شیخ الہند مالٹا کی قید سے واپس ہندوستان آئے تو علماء کرام سے فرمایا: ''میں نے مالٹا کی اسارت میں تنہائیوں کے اندر بہت غور کیا تو مجھے یہ معلوم ہوا کہ مسلمان آپس کے اختلافات اور کتاب الٰہی سے دوری کے سبب برباد ہو رہے ہیں۔'' (مقالات مفتی محمد شفیع ص72) چنانچہ شیخ الہند نے قرآن کریم کا اردو ترجمہ کیا اور مسلمانوں کی مذہبی قیادت کو متحد کرنے کے لئے جمعیت علمائے ہند کے پلیٹ فارم پر قدیم و جدید اہل علم حنفی، اہل حدیث اور ہر مکتب خیال کے علماء و مشائخ کو جمع ہونے کی دعوت دی۔ شیخ نے جدید ترجمہ کرنے کی بجائے ''موضح فرقان'' کے نام سے ''موضح قرآن'' کی زبان میں معمولی تبدیلی کرنے پر اکتفا فرمایا۔

مولانا احمد سعید دہلویؒ

آپ مدرسہ امینیہ دہلی کے فارغ تھے۔ مفتی محمد کفایت اللہؒ کے خاص شاگرد تھے۔ مسجد کٹرہ ہدو فراش خانہ میں ترجمہ بیان کرتے تھے۔ ایک ایک آیت پر کئی دن روشنی ڈالتے۔ بہترین حافظ قرآن ہونے کی وجہ سے ہر آیت کے مشابہ دوسری آیت سے جوڑ خوب لگاتے۔ شاہ صاحب کے ترجمہ کی ادبی اور علمی خوبیاں اہل زبان ہونے کی وجہ سے مزے لے لے کر واضح کرتے تھے۔ مولانا نے ''کشف الرحمٰن'' کے نام سے اپنا مستقل ترجمہ بھی کیا جو چھپ چکا ہے۔ مولانا کے مواعظ بھی قرآنی آیات اور قرآنی لطائف سے معمور ہوتے تھے اور اس قسم کے وعظ کہنا صرف مولانا کی خصوصیت تھی جو مولانا اپنے ساتھ لے گئے ورنہ عام طور پر وعظوں میں واقعات اور حکایات کی بھرمار ہوتی ہے۔

مولانا سلطان محمود گجراتیؒ

آپ مدرسہ عالیہ فتح پور کے صدر مدرس تھے۔

مسجد نئی سڑک میں ترجمہ بیان کرتے تھے۔ انداز بیاں نہایت سادہ ہوتا تھا۔ ایک رکوع کی مختصر تفسیر روزانہ کا معمول تھا۔ دو سال میں ترجمہ ختم کر دیتے تھے۔

مولانا عبدالشکور دیو بندیؒ

مدرسہ حسین بخش دہلی کے صدر مدرس خطیب و واعظ تھے۔ علم و فضل کے ساتھ بڑے روحانی بزرگ تھے۔ مولانا نورالحسن دیو بندی کے صاحبزادے تھے۔ عقب کلاں مسجد میں ترجمہ بیان کرتے تھے۔ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے اور وہیں وصال فرمایا۔

مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰنؒ
مولانا عتیق الرحمٰن عثمانیؒ

ان دونوں بزرگوں نے کلکتہ میں عرصۂ دراز تک قرآن کریم کی تفسیر بیان فرمائی۔ مجاہد ملت کی خطابت اور مفتی صاحب کی موثر تفہیم اپنا اپنا الگ الگ رنگ رکھتی ہے۔ علم و فضل میں اکابر کے جانشین ہیں۔

مولانا نورالدین بہاریؒ

آپ دارالعلوم دیو بند کے فاضل تھے۔ جنگِ آزادی کے مشہور مجاہد تھے۔ قید و بند کے صعوبتوں کے ساتھ ساتھ مسجد جنگل والی باڑہ ہندو راؤ میں ترجمہ بیان کرتے تھے۔ سادہ مزاجی، قناعت اور خودداری مولانا کی وہ خصوصیات تھیں جو اس میدان کے لیڈروں میں کم نصیب ہوتی ہیں۔

مولانا عبدالحلیم صدیقیؒ

مولانا رحمۃ اللہ علیہ جمعیت علمائے ہند کے ابتدائی معماروں میں سے تھے۔ تحریک آزادی کے مجاہد تھے۔ جید عالم دین اور عربی ادب کے ماہر تھے۔ حفظ قرآن میں مولانا کی ذات کو انفرادیت حاصل تھی۔ رمضان المبارک میں سنہری مسجد دلی کے اندر مولانا کی تراویح کا بڑا شہرہ رہتا تھا۔ مسجد جنگل والی میں قرآن مجید کا ترجمہ بیان فرمایا۔

مولانا احتشام الحق تھانویؒ

1947ء سے پہلے مولانا جامع مسجد نئی دہلی کے امام تھے اور مسجد خواجہ میر درد نئی دہلی میں صبح کو قرآن کریم کا ترجمہ بیان کرتے تھے۔ 1947ء کے بعد پاکستان چلے آئے اور یہاں سے ریڈیو پاکستان پر ترجمہ بیان کرتے رہے۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ کے بھانجے تھے۔ دارالعلوم کے اجلاس صد سالہ (21،22،23، مارچ 1980ء) کے سلسلہ میں دہلی گئے اور مدراس میں اپنے احباب سے ملنے گئے۔ وہیں صبح وعظ بیان کرتے ہوئے خدا کو پیارے ہو گئے۔ (وفات 11 اپریل 1980ء)

یہ چند علمائے حق ہیں جنہوں نے شاہ ولی اللہؒ کی تحریک ترجمہ قرآن کو قائم رکھا۔

لاہور میں دروس قرآن کے حلقے

عروس البلاد لاہور میں قیام پاکستان سے پہلے ہی جابجا دروس قرآن کے حلقے لگتے تھے۔ ان حلقوں میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کا شیرانوالہ گیٹ میں درسِ قرآن ممتاز حیثیت کا حامل تھا۔ چنانچہ دہلی، لکھنو اور دیو بند تک کے علماء یہاں سے دورۂ تفسیر کرنے آتے۔ انہی شخصیات میں دہلی کے مولانا اخلاق حسین قاسمی اور عالم اسلام کی عظیم علمی و ادبی شخصیت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ بھی شامل ہیں۔ مولانا علی میاں نے اس کا تذکرہ 1999ء میں لاہور میں ہونے والی عالمی رابطۃ الادب الاسلامی کے اجلاس میں بھی کیا، اور فرمایا کہ میں یہ اعتراف کرنے میں فخر محسوس کرتا ہوں کہ میں نے مولاناؒ سے اکتسابِ فیض کیا ہے نیز حضرت لاہوری کے حلقہ سے فیض یاب ہونے والے صرف قدامت پرست علماء ہی نہیں تھے بلکہ جدید طبقہ کی ایک بہت بڑی تعداد بھی اُن کے خوشہ چینوں میں شامل تھی۔ معروف ادبی و علمی شخصیت ڈاکٹر سید عبداللہ کا نام بطور مثال لیا جا سکتا ہے۔ گورنمنٹ کالج لاہور کے ایک پروفیسر جناب ڈاکٹر لئیق بابری نے اپنے ایک مضمون مطبوعہ ''راوی'' (مجلّہ گورنمنٹ کالج لاہور) میں مولانا کے اس حلقۂ درس قرآن کا تذکرہ کیا ہے۔ جناب لئیق بابری کے مطابق ڈاکٹر نذیر احمد سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور میں درویشانہ رنگ جھلکتا تھا اور ان میں یہ رنگ حضرت لاہوریؒ کے درسِ قرآن میں شمولیت کا نتیجہ تھا۔

قیام پاکستان سے قبل و مابعد لاہور کے دیگر ممتاز حلقہ ہائے دروسِ قرآنی میں مولانا ابوالحسنات قادریؒ (مسجد وزیر خان) مولانا داؤد غزنویؒ (چینیاں والی مسجد) مولانا غلام مرشد (بادشاہی مسجد) مولانا عبداللہ فاروقی (دہلی مسلم ہوٹل نئی انارکلی) مولانا گل محمد نیلا گنبد مسجد، اورنٹیل کالج کے پروفیسر مولانا کریم بخش (مقدس مسجد پرانی انارکلی) علامہ علاؤالدین (مسجد چراغ) مفتی عبدالعزیز (مزنگ) مولانا شہاب الدین (چوبرجی پارک) اور مولانا مودودیؒ (عبدالکریم روڈ قلعہ گوجر سنگھ) کے حلقہ ہائے دروس خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

پاکستان کے دوسرے شہروں میں حلقہ ہائے دروس

لاہور کے علاوہ دیگر ممتاز شہروں میں درسِ قرآن کے جو حلقے لگتے تھے ان میں مفتی عبدالواحد (گوجرانوالہ) صوفی عبدالحمید سواتی (گوجرانوالہ) حضرت مولانا سرفراز خان صفدر (گکھڑ منڈی) مولانا عبداللہ بہلوی (شجاع آباد) مولانا قاضی مظہر حسین (چکوال) مولانا بشیر احمد پسروریؒ خلیفہ حضرت لاہوری (پسرور) مولانا محمد علی کاندھلوی (سیالکوٹ) قاضی عبدالطیف (جہلم) مولانا عنایت اللہ شاہ بخاریؒ (گجرات) مولانا ذاکر حسین (جھنگ) اشاعت العلوم کے بانی حکیم عبدالمجید نابینا (فیصل آباد) مولانا مفتی محمد شفیع (سرگودھا) بانی قاسم العلوم مولانا مفتی محمد شفیع (ملتان) حافظ محمد عمر (مظفر گڑھ) شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان (راجہ بازار۔ راولپنڈی) علامہ شمس الحق افغانی (بہاولپور) حضرت مولانا عبداللہ درخواستی (خانپور) مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی (حیدر آباد) مولانا خلیل احمد برادر مفتی جمیل احمد (سکھر) مولانا صادق محمد (کراچی) مولانا احتشام الحق تھانوی (ریڈیو پاکستان کراچی) اور حضرت مولانا عطاالمنعم بخاریؒ کے دروسِ قرآن پر ممتاز اہمیت کے حامل ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ بھی اس سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی تھے۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی تحریک قرآنی اور اُس کے اثرات

ڈاکٹر صاحب کسی دینی مدرسے کے فارغ التحصیل نہیں بلکہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کے گریجویٹ تھے۔ چنانچہ انہوں نے جب رجوع الی القرآن کی دعوت دی تو جدید تعلیم یافتہ حضرات کی ایک بڑی تعداد شریک حلقہ درس ہو گئی۔ مسجد شہداء اور مسجد خضراء سمن آباد کے دروس اس کا زندہ ثبوت ہیں۔ چنانچہ لوگوں نے ان دروس کے ذریعے اپنے قلب و ذہن کی آبیاری کی۔

اگرچہ ڈاکٹر صاحب جدید طبقے کے نمائندہ تھے، لیکن اس کے باوجود انہوں نے

حکمت کو اک گمشدہ لعل سمجھو
جہاں پاؤ اپنا اسے مال سمجھو

کے مصداق قدامت پرست علماء سے اپنا تعلق استوار بھی رکھا اور استفادہ بھی کیا۔ خود نہ صرف اُن حلقوں میں گئے بلکہ اپنے ہاں بھی مختلف مواقع پر علماء کرام کو مدعو کر کے اُن سے استفادہ کے مواقع فراہم کرتے رہے، اور اس طرح انہوں نے ''مسٹر و ملا'' کی تفریق کو ختم یا کم کرنے کی سنجیدہ کوشش کی۔ انہوں نے جدیدیت کی

تنگنائے کو ہی اپنی جولاں گاہ نہیں بنایا، بلکہ جدید وقدیم کے ''مجمع البحرین'' کی غواصی سے علم وحکمت کے موتی چن کر ساری زندگی لٹاتے رہے۔

زمانہ ایک، حیات ایک، کائنات بھی ایک
دلیل کم نظری قصۂ قدیم و جدید!

اُن کے جنازے میں ہر طبقہ ہائے فکر کے علماء کی شرکت ڈاکٹر صاحب کی وسعت قلبی کا نتیجہ تھی۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب کے جنازے میں جہاں عوام الناس کی ایک کثیر تعداد اور ہر طبقہ فکر کے ممتاز افراد نے شرکت کی وہیں مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی رفیع عثمانی، جامعہ اشرفیہ کے نائب مہتمم مولانا فضل الرحیم، جامعہ اشرفیہ کے اُستاذ الحدیث مولانا عبدالرحیم چترالی، جمعیت علمائے اسلام کے مولانا سمیع الحق کے علاوہ علماء حفاظ وقراء کرام کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔

ٹی وی پروگرام ''الہدیٰ'' کے ذریعے ڈاکٹر صاحب کے درس قرآن کی کرنیں پاکستان ہی نہیں بلکہ باہر کے ممالک تک پہنچیں۔

اس ذرے کو رہتی ہے وسعت کی ہوس ہر دم
یہ ذرہ نہیں شاید سمٹا ہوا صحرا ہے

غالباً 1992/93ء میں انڈیا میں پاکستانی سفارت خانے سے متعلق ایک خاتون محترمہ ثریا حفیظ الرحمٰن کی ایک تحریر اردو ڈائجسٹ میں شائع ہوئی۔ جس میں انہوں نے بڑی دلچسپ بات نقل کی کہ ایک دفعہ ان کا جانا کسی سکھ گھرانے میں ہوا، تو خواتین خانہ سر پر دوپٹے کی پابند اور پردے پر عمل پیرا تھیں۔ پردے سے اُن کی یہ شیفتگی ڈاکٹر صاحب کے درس قرآن کا نتیجہ تھی، جسے ٹی وی پر وہ بڑے شوق سے دیکھتی تھیں۔ محترمہ ثریا حفیظ الرحمٰن کے بقول ٹی وی پروگرام الہدیٰ کی بندش اور ماڈرن پاکستانی خواتین کے ڈاکٹر صاحب کے خلاف مظاہروں پر وہ بہت دل گرفتہ تھیں۔ اللہ اللہ کیا کہہ سکتے ہیں سوائے اس کے کہ ع مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود اور ع پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے! اس ایک واقعہ سے ڈاکٹر صاحب کے دروسِ قرآن کے اثرات کی ہمہ گیری اور اثر پذیری کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

جس زمانے میں ڈاکٹر صاحب نے رجوع الی القرآن تحریک کا آغاز کیا، اُن دنوں بوجوہ درس قرآن کے حلقے یا تو معدوم یا پھر محدود ہو چکے تھے۔ اس کی بڑی وجہ بقول مولانا اخلاق حسین قاسمیؒ جماعت ولی اللہ کا بڑا طبقہ اس تحریک میں دلچسپی لینے کی بجائے، اس کی جگہ اردو کتابوں کے مذاکرہ کو اہمیت دے رہا تھا۔ اس طبقہ میں دینی مذاکروں اور دینی اجتماعات میں درس قرآن کا کوئی پروگرام نہیں رکھا جاتا بلکہ اردو کتابوں کے پڑھنے کو کافی سمجھا جاتا۔ حالانکہ حضرت امام شاہ ولی اللہ نے پورے وثوق کے ساتھ لکھا ہے کہ قرآن کریم کے ترجمہ کی یہ برکت ہے کہ اس کے پڑھنے سے بچوں اور بچیوں اور کم علم لوگوں میں فطری سلامتی قائم رہتی ہے، اور فطرت سلیم ماحول کے بُرے اثرات سے محفوظ رہتی ہے۔ اور اگر ماحول کے بُرے اثرات مسلمانوں کو گناہوں کی طرف کھینچ کر لے جاتے ہیں تو پھر اس ترجمہ کی برکت سے مسلمان کو توبہ کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔ مولانا اخلاق حسین قاسمیؒ نے حضرت مدنیؒ کا قول بھی نقل فرمایا ہے کہ جو سلوک کلام اللہ کے ذریعہ ہو وہ قوی اور پائیدار ہوتا ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحبؒ نے اسی سلوک قرآنی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ چنانچہ گورنمنٹ کالج کے تعلیم یافتہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کے ایم بی بی ایس نوجوان گریجویٹ کی دعوت کا اثر تھا کہ درس قرآن کے حلقے پھر سے آباد ہوگئے۔

اُٹھانہ کامل اس فرقۂ زہاد سے کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندانِ قدح خوار ہوئے

ڈاکٹر صاحب کی شخصیت کا یہ پہلو بھی قابل توجہ اور قابل تقلید ہے کہ انہوں نے دینی خدمت کے لئے اپنے کیریئر کو قربان کر دیا۔ مادیت کی چکاچوند اُن کی آنکھوں کو خیرہ نہ کرسکی۔ یہ بات اس زمانے میں بظاہر آسان نظر آتی ہے، لیکن پچاس کی دہائی کے اُس زمانے کا تصور کیجئے، جب چند میڈیکل ادارے تھے، اور ڈاکٹر سو بیمار میں ایک انار کا مصداق ہوتا تھا۔ ڈاکٹر اپنی سرکاری ملازمت اور نجی پریکٹس سے کتنا کما سکتا تھا اور کس قسم کی آسودہ زندگی بسر کر سکتا تھا، اس کا تصور کیجئے تو ڈاکٹر صاحب کی اس قربانی سے دل متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ اور کردار کا یہی پہلو تھا جس نے اُن کی گفتار میں اثر ڈال دیا تھا۔ پھر یہ کہ ترغیب وتحریص کے کیسے کیسے جذبے اور کیسی کچھ اُمنگیں نفس میں پیدا ہوتی ہوں گی اور غالب کے بقول جب حالت کچھ اس طرح کی ہو جاتی ہے کہ۔

ایمان مجھے روکے ہے جو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ میرے پیچھے ہے تو کلیسا میرے آگے

لیکن ڈاکٹر صاحبؒ اس منزل سے بھی آساں گزر گئے۔ انہوں نے امیری کو تج کر فقیری کو اپنا طریق بنایا اور اسی میں نام کمایا۔ اللہ اُن کی مغفرت فرمائے اور اُن کے درجات بلند فرمائے۔ (آمین یارب العالمین)

بقیہ: حضرت اُسامہ بن زیدؓ

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور خلافت میں حضرت اسامہؓ کا وظیفہ اپنے فرزند حضرت عمر بن عبداللہ سے زیادہ مقرر فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے اعتراض پر حضرت عمر فاروقؓ نے جواب دیا رسول اللہ ﷺ کو اسامہؓ کا باپ تمہارے باپ سے اور اسامہؓ تم سے زیادہ محبوب تھے۔'' یہ جواب سن کر وہ مطمئن ہوگئے۔ حضرت عمرؓ جب حضرت اسامہؓ سے ملتے تو ارشاد فرماتے: ''میرے امیر! خوش آمدید'' کسی کے پوچھنے پر آپؓ نے ارشاد فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ نے ان کو میرا امیر مقرر فرمایا تھا۔''

نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں آپؐ کے سامنے بنو مخزوم کی خاتون کی چوری کا ایک مقدمہ پیش ہوا۔ قبیلہ بنو مخزوم نے حضرت اسامہؓ کو اس خاتون کی سفارش کے لیے بھیجا تھا۔ تاریخ اسلام کا یہ مشہور واقعہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کی اس پر سرزنش فرمائی اور ارشاد فرمایا:

''پہلے قوموں میں یہی خرابی تھی کہ جب ان کا کوئی بڑا آدمی جرم کرتا تو اسے معاف کر دیا جاتا اور عام آدمی کو اس کے جرم کی سزا دی جاتی۔ اس خرابی کی وجہ سے وہ قومیں اللہ کے عذاب کی شکار ہوئیں۔ خدا کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد (میری بیٹی) بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ کٹوا دیتا۔''

حضور ﷺ کی رحلت کے وقت حضرت اسامہؓ کی عمر لگ بھگ بیس برس تھی۔ کم عمری کے باعث اگرچہ حضرت اسامہؓ کو آپؐ سے اکتساب فیض کا زیادہ موقع نہ ملا لیکن بعض مسائل میں ان سے رجوع کیا جاتا۔ ایک بار حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے حضرت اسامہؓ سے گزارش کی کہ طاعون کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا اگر کوئی فرمان ہو تو بیان فرمائیں۔ حضرت اسامہؓ نے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔ طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل کے ایک خاص طبقے پر نازل کیا گیا۔ اس لیے جب تم سنو کہ فلاں جگہ طاعون پھیلا ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر تم اس جگہ رہائش پذیر ہو تو وہاں سے راہ فرار اختیار نہ کرو۔'' یہ فرمان رسولؐ صرف حضرت اسامہؓ سے منقول ہے۔

حضرت اسامہؓ نے ساٹھ سال عمر پائی۔ آپؓ جب اس دنیا سے تشریف لے گئے تو کوئی ساز وسامان پاس نہ تھا۔ آپؓ نے امیر معاویہؓ کے عہد حکومت کے آخری ایام میں مدینہ طیبہ کے قریب جرف نامی بستی میں اپنی جان جان آفریں کے سپرد کی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

رمضان المبارک کی آمد آمد اور ہم

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔ یہ برکتوں اور رحمتوں کا مہینہ ہے۔ یہ رمضان انتہائی شدید گرم موسم میں آرہا ہے۔ دن طویل ترین اور گرم ترین ہوں گے۔ بھوک اور پیاس برداشت کرنے کا وقفہ تقریباً سولہ گھنٹے کا ہوگا۔ رات 8 گھنٹے کی ہوگی جس میں سحری کی تیاری اور قیام الیل میں کافی وقت گزر جائے گا، اور رات کو آرام کرنے کے لئے بہت کم وقت ملے گا۔ گرمی کی شدت اور روزے کی طوالت حوصلہ شکن نظر آرہی ہے۔ بہت سے لوگوں کے دلوں میں گھبراہٹ پیدا ہو رہی ہو گی۔ طرح طرح کے وسوسے پیدا ہو رہے ہوں۔ اس قدر شدید موسم میں روزہ رکھنا مشکل نظر آرہا ہوگا۔ مگر روزہ تو ارکان اسلام میں سے ہے۔ اللہ کا حکم ہے کہ ﴿فَمَنۡ شَهِدَ مِنكُمُ ٱلشَّهۡرَ فَلۡيَصُمۡهُ﴾ (البقرہ:185) ''جو کوئی تم میں سے اس ماہ مبارک میں موجود ہو پس وہ ضرور روزہ رکھے۔'' اس صورت حال میں ہمارے لئے قرآن مجید میں اطمینان اور سکون کا سامان بھی موجود ہے کہ ﴿لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفۡسًا إِلَّا وُسۡعَهَا﴾ (البقرہ:286) ''اللہ تعالیٰ انسان پر وہ بوجھ نہیں ڈالتا جس کے اٹھانے کی اس میں سکت نہ ہو۔'' بلکہ اللہ تعالیٰ کا تو فیصلہ ہے کہ ﴿يُرِيدُ ٱللَّهُ بِكُمُ ٱلۡيُسۡرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ ٱلۡعُسۡرَ﴾ (البقرہ:185) (''اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے دشواری اور سختی نہیں چاہتا'' چونکہ روزے کی بھوک اور پیاس اور رات کا قیام اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ پروگرام ہے، اس لئے اس میں دشواری اور مشکل نہ ہوگی، جس کی ہماری برداشت سے ہمارے طبائع میں گھبراہٹ پیدا ہو رہی ہے۔ موسم ضرور سخت ہو گا مگر اللہ تعالیٰ اُس میں اس طرح کے اسباب پیدا کر دے گا کہ روزہ رکھنا مشکل نہ رہے گا۔ رمضان شریف اور صیام کی مشقت عین ہماری برداشت کے مطابق ہوگی۔ بس اتنا کام ہمیں کرنا ہے کہ ہم اپنا ارادہ مضبوط کریں۔ اللہ پر بھروسا کریں اور اس سے آسانی کی امید رکھیں۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

مشکلے نیست کہ آسان نشود
مرد باید کہ ہراساں نشود

(کوئی مشکل ایسی نہیں جو آسان نہ ہوسکتی ہو ہاں (انسان کو چاہیے کہ خوفزدہ نہ ہو۔) پھر ہمیں قرآنی تعلیم یہ ہے کہ ﴿فَإِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱللَّهِ﴾ (آل عمران:159) پس جب تو ارادہ کر لے تو پھر اللہ پر بھروسا کر''۔ یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو کوئی مشکل مشکل نہیں رہتی۔

روزے کے دنیاوی فوائد بھی بہت ہیں لیکن حقیقی فائدہ دیکھئے کہ رسول اللہ ﷺ نے خوشخبری سنائی ہے کہ ''جس نے رمضان کے روزے ایمان اور احتساب کے ساتھ رکھے اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے۔'' جس شخص کے گناہوں پر پردہ ڈال دیا گیا اس سے بڑا خوش قسمت کون ہوسکتا ہے۔ اسی طرح رات کے قیام کی مشقت کے بارے میں بھی آپ ؐ نے یہی الفاظ ارشاد فرمائے'' کہ جس نے رمضان کی راتوں کو قیام کیا اُس کے پیچھے سارے گناہ بخش دے گئے'' (صحیحین) دن کے روزے کی مشقت اور رات کے قیام کا یہ اجر اگر ذہن میں پختہ ہو جائے تو رمضان میں موسم کی شدت کا مقابلہ کرنا آسان ہو جائے گا۔

ہمیں چاہیے کہ بڑی چاہت کے ساتھ روزے رکھنے کا پختہ ارادہ کریں نیز نزول قرآن کے اس مہینہ میں قرآن مجید کے ساتھ خصوصی تعلق پیدا کریں۔ اس کا نتیجہ بھی گناہوں کی بخشش کی صورت میں نکلے گا۔ شعب الایمان میں ہے: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزہ اور قرآن دونوں بندے کی سفارش کریں گے (یعنی اس بندے کی جو دن میں روزے رکھے گا اور رات میں اللہ کے حضور میں کھڑے ہو کر اس کا پاک کلام قرآن مجید پڑھے گا یا سنے گا) روزہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگارا! میں نے اس بندے کو کھانے پینے اور نفس کی خواہش پورا کرنے سے روکے رکھا تھا، آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما (اور اس کے ساتھ مغفرت ورحمت کا معاملہ فرما) اور قرآن کہے گا کہ: میں نے اس کو رات کو سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا تھا، خداوندا! آج اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما (اور اس کے ساتھ بخشش اور عنایت کا معاملہ فرما) چنانچہ روزہ اور قرآن دونوں کی سفارش اس بندہ کے حق میں قبول فرمائی جائے گی (اور اس کے لئے جنت اور مغفرت کا فیصلہ فرما دیا جائے گا) اور خاص مراسم خسروانہ سے اس کو نواز جائے گا۔''

گویا اگر رمضان کے روزے رکھنا اور رات کے قیام میں قرآن سننا سنانا نصیب ہو گا تو روزہ اور قرآن دونوں اللہ کے حضور بندے کے سفارشی بن جائیں گے اور یہ دونوں ایسے سفارشی ہوں گے کہ ان کی سفارش قبول ہی کی جائے گی، مسترد نہ ہوگی۔

رمضان رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے۔ اس میں نیک کاموں کا اجر کئی گنا بڑھ جاتا ہے، اور دعا کی قبولیت کے لئے مبارک ساعات میسر آتی ہیں۔ ان لحات سے فائدہ اٹھانے کے لئے بھی پختہ ارادہ کرنا چاہیے۔ یاد رہے کہ رمضان کے شب و روز سے فائدہ نہ اٹھانا انتہائی بدقسمتی ہے کیونکہ یہ مبارک لمحات گزر گئے تو پھر اگلے سال ہی میسر آسکیں گے۔ اور سال تو دور کی بات ہے کسی کو اگلے دن اور اگلے ماہ تک کی مہلت کی خبر نہیں۔ رمضان کے ایک روزے کی قدر ومنزلت یہ ہے کہ جس نے رمضان کا ایک روزہ جان بوجھ کر بلا عذر چھوڑ دیا تو اب وہ غیر رمضان کے نفلی روزے زندگی بھر رکھتا رہے تو وہ اس کا بدل نہیں ہوسکتا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو آدمی سفر وغیرہ کی شرعی رخصت کے بغیر اور بیماری (جیسے کسی عذر) کے بغیر رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑے گا وہ اگر اس کے بجائے عمر بھر بھی روزے رکھے تو جو چیز فوت ہو گئی وہ پوری ادا نہیں ہوسکتی۔ (مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی)

اگر حالات اجازت دے رہے ہوں تو رمضان سے قبل فاستبقو الخیرات پر عمل کرتے ہوئے اعتکاف کا ارادہ بھی کرنا چاہیے کہ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف رسول اللہ ﷺ کی مرغوب اور دل پسند عبادت تھی جو ڈھیروں اجر وثواب کا باعث اور عمر بھر کی خطاؤں کی معافی سبب بن سکتی ہے۔

مصر میں اخوان کی کامیابی: اُمیدیں اور خدشات

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

مہمانانِ گرامی: ایوب بیگ مرزا، ڈاکٹر فرید پراچہ / میزبان: وسیم احمد

سوال: الاخوان المسلمون کی مصر میں شاندار کامیابی کی وجہ سے پورے عالم اسلام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ لہٰذا آپ الاخوان المسلمون اور اُس کے بانی حسن البنا کے تعارف کے ساتھ یہ بھی بتائیں کہ مصری الاخوان المسلمون اور پاکستان کی جماعت اسلامی کے درمیان کس قسم کی فکری ہم آہنگی پائی جاتی ہے؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: الاخوان المسلمون عالم عرب کی ایک بہت بڑی اور بلاشبہ عالم اسلامی کی سب سے بڑی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کو معرضِ وجود میں آئے ہوئے 84 سال بیت چکے ہیں۔ جہاں تک اس تنظیم کے بانی کا تعارف ہے تو شہید حسن البنّاؒ ایک اسکول ٹیچر ہونے کے علاوہ ایک عالم دین بھی تھے، لہٰذا اِسی اسلامی فکر کے تحت اُنھوں نے ایک بہت بڑے جذبہ کے ساتھ اس تنظیم کا آغاز کیا تھا۔ اس تنظیم نے دیکھتے ہی دیکھتے پورے مصر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اس تنظیم کے مقاصد وہی ہیں جو پاکستان میں جماعتِ اسلامی اور تنظیم اسلامی کے پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا اس دینی جذبہ کے تحت یہ جماعت مصر میں ایک مقبول جماعت بن گئی، لیکن مصر کا فوجی سیکولر طبقہ اس کی مقبولیت کو برداشت نہ کرسکا۔ اس جماعت کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کے خوف سے مصر میں شاہ فاروق کے دورِ حکومت میں جناب حسن البنّاؒ کو گھر سے مسجد نماز کے لیے جاتے ہوئے گولیاں مار کے شہید کردیا گیا۔ حسن البنّاؒ کی شہادت کے بعد سے پھر شہادتوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوگیا اور الاخوان المسلمون پر مختلف حکومتوں کی جانب سے ظلم وستم کی انتہا کر دی گئی۔ الاخوان المسلمون کے بڑے بڑے لیڈروں کو شہید کردیا گیا جس میں قابل ذکر نام سید قطبؒ کا ہے جنھیں پھانسی دے کر شہید کردیا گیا۔ اسی طرح اخوان کے بہت سے لوگوں کو زبردستی جیلوں میں ٹھونسا گیا۔ اُنھیں ناقابل بیان اذیتیں پہنچائی گئیں۔ لیکن دُنیا نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان کے مطابق ایک کمزور جماعت کو نہ صرف حکمرانی عطا فرمائی بلکہ انھیں زمین کا وارث اور امام بنادیا۔ اور آج ہم الحمدللہ مصر میں اللہ کی یہ واضح نشانی دیکھ سکتے ہیں۔

سوال: آپ ہمیں محمد مُرسی صاحب کے بارے میں بتائیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتائیں کہ الاخوان المسلمون کے اصل صدارتی اُمیدوار خیرات الشرائط کو نااہل کیوں قرار دیا گیا تھا؟

ایوب بیگ مرزا: محمد مُرسی کا اصل نام محمد ہے جبکہ مرسی ان کے آبائی قبیلہ کا نام ہے۔ اُنھوں نے قاہرہ یونیورسٹی سے انجینئرنگ میں ماسٹر ڈگری حاصل کی۔ ڈگری حاصل کرنے کے بعد محمد مُرسی امریکہ چلے گئے وہاں ساؤتھ کیلی فورنیا یونیورسٹی سے اُنھوں نے انجینئرنگ میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی تھی۔ بعدازاں اِسی یونیورسٹی میں اسسٹنٹ پروفیسر کی حیثیت سے درس وتدریس کا کام کرتے رہے ہیں۔ محمد مرسی کے پانچ بچے ہیں، جن میں سے دو امریکن شہریت رکھتے ہیں۔ محمد مُرسی 20 اگست 1951ء کو پیدا ہوئے تھے۔ اب 61 سال کے ہیں۔ محمد مرسی الاخوان المسلمون کے متبادل امیدوار کی حیثیت سے سامنے آئے تھے۔ جہاں تک خیرات الشرائط کا معاملہ ہے، اس سلسلے میں مصری فوج کے دباؤ پر کچھ عرصہ پہلے ایک قانون سامنے آیا تھا جس کے تحت فلاں وقت میں جیلوں میں رہنے والے افراد الیکشن میں حصہ نہیں لے سکیں گے۔ چونکہ اس وقت خیرات الشرائط جیل میں تھے لہٰذا اُس قانون کی پاسداری کے زمرے میں الاخوان المسلمون کی جانب سے انھیں اس صدارتی الیکشن میں نااہل قرار دے دیا گیا تھا۔ یہاں یہ بات بھی میں بتاتا چلوں کہ محمد مرسی الاخوان المسلمون کے پلیٹ فارم سے پہلے ایک آزاد امیدوار کی حیثیت سے 2000ء سے 2005ء تک اسمبلی کے ممبر بھی رہ چکے ہیں۔ صدارتی مہم کے دوران اُن کے بیانات سے اُن کی اسلامی سوچ کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ لہٰذا اسی سوچ کے تحت اُن کی کامیابی کو کچھ دیر کے لیے روکا بھی گیا تھا۔ مگر تحریر اسکوائر میں لاکھوں افراد کے مجمع اور مذاکرات کے نتیجہ میں اُن کے صدر ہونے کا اعلان کردیا گیا۔ جو بات میں زور دے کر کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مصری فوج میں اعلیٰ عہدوں پر سیکولر ذہن کے افراد چھائے ہوئے ہیں۔ اسی طرح فوج نے موجودہ پارلیمنٹ کو صرف اس بنا پر تحلیل کیا ہے کیونکہ اس میں ستر فیصد نمائندگی اسلامی جماعتوں کی تھی۔ اگرچہ اس پارلیمنٹ کی تحلیل کے فوراً بعد مصری صدر محمد مرسی نے یہ بیان دیا تھا کہ وہ اسی پارلیمنٹ کو دوبارہ سے بحال کروائیں گے لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ دینی جماعتوں کی الیکشن میں کامیابی کے باوجود مصر میں اب تک افواج پر سیکولر ذہن کا طبقہ مسلط ہے۔ اب فوج کی موجودہ مصری حکومت کے ساتھ تعلقات کس نہج تک جاتے ہیں یہ تو آئندہ آنے والا وقت ہی بتائے گا۔

سوال: آپ یہ بتائیں کہ مصری افواج پر سیکولر طبقہ کے تسلط اور اس کے ساتھ ساتھ امریکی پریشر کے ہوتے ہوئے کیا محمد مرسی مصر میں اسلامی نظام قائم کرسکیں گے اور کیا وہاں کے عوام کی معاش اور معاشرت میں اسلام کی جھلک پوری دُنیا کو نظر آئے گی؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: حسنی مبارک کے دور میں جب عوام لاکھوں کی تعداد میں تحریر اسکوائر میں جمع ہوئے تھے اور حکومت پر دباؤ بڑھایا گیا تو حسنی مبارک کو صدارتی منصب سے پیچھے ہٹنا پڑا تھا۔ اس کے بعد فوج عوام کے خلاف جتنے بھی ہتھکنڈے استعمال کرتی تھی وہ اُس نے استعمال کیے۔ لیکن وہاں کے عوام ان تمام ہتھکنڈوں سے ذرا بھی متزلزل نہ ہوئے۔ مصر کے نوجوانوں نے حسنی مبارک کی حکومت کے خلاف ایک فعال کردار ادا کیا اور لاکھوں کی تعداد میں نوجوان تحریر اسکوائر میں جمع ہوگئے۔ کیونکہ اُنھیں بھی اس بات کا یقین تھا کہ یہ جنگ درحقیقت اسلام اور مغرب زدہ

سیکولر طبقہ کے درمیان ہے۔ چونکہ امریکہ حسنی مبارک کی حکومت کے ہی حق میں تھا، لہٰذا اُس نے فوج کے ذریعے ہر قسم کا دباؤ ڈالا مگر کامیاب نہ ہوسکا۔ اسی صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے الاخوان المسلمون نے بھی یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ وہ فوج کے ساتھ کسی بھی قسم کا تصادم نہیں کرے گی لیکن اس کے ساتھ ساتھ فوج کی کوئی بات بھی نہیں مانے گی۔ اب اگر فوج نے عبوری آئین کے تحت جو اختیارات صدر سے لیے تھے وہ صدر کو واپس نہ لوٹائے تو الاخوان المسلمون فوج کی کسی بھی بات کو سننے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہوں گے۔ لہٰذا اب مصری فوج کو نہ صرف موجودہ حکومت کے راستے سے ہٹنا ہوگا بلکہ عبوری آئین کی رو سے پارلیمنٹ کی تحلیل کے غلط فیصلے کو واپس لے کر پارلیمنٹ کو بھی دوبارہ سے بحال کرنا پڑے گا۔

سوال: محمد مرسی کے مخالف امیدوار احمد شفیق حسنی مبارک کے دورِ حکومت کے آخری وزیر اعظم تھے۔ احمد شفیق کے حامیوں نے محمد مرسی پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ اُن کی فتح کے پیچھے امریکہ کا ہاتھ ہے۔ آپ اس الزام کو درست سمجھتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: میں اس قسم کے سازشی الزامات کو درست نہیں سمجھتا۔ لیکن موجودہ صورتِ حال کے تحت ہمیں تمام پہلوؤں پر غور ضرور کرنا چاہیے۔ جب سے عرب انقلاب پچھلے ڈیڑھ سالوں سے رونما ہوا ہے، اُس وقت سے بہت سے ماہرین کی رائے کے مطابق امریکہ یہ محسوس کرچکا تھا کہ عالم عرب کے تمام ڈکٹیٹروں اور بادشاہوں کے خلاف اُن کے عوام کے دِل نفرت سے بھر چکے ہیں۔ لہٰذا بہت سے ماہرین کے مطابق ایسا ممکن ہے کہ امریکہ نے اپنے خلاف پیدا ہونے والے شدید ردِعمل کے خوف سے خود ہی عرب ممالک میں اِن تحریکوں کو ہوا دی ہو، تاکہ ان عرب ممالک کی افواج پر اپنا کنٹرول رکھتے ہوئے ان اسلامی تحریکوں کے ساتھ کسی بھی قسم کی مفاہمت کا راستہ ہموار ہوسکے۔ یوں عوام کا غم وغصہ بھی ٹھنڈا ہوسکے گا۔ لیکن محمد مرسی کے حوالے سے میں یہ نہیں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی اِس قسم کی سازش کا شاخسانہ ہوسکتے ہیں۔

سوال: اگر محمد مرسی خدانخواستہ ملک میں اسلامائزیشن میں ناکام رہے تو آپ کے خیال میں کیا اس سے پوری دنیا میں کام کرنے والی اسلامی تحریکوں کو نقصان نہیں پہنچے گا؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: ظاہر ہے کہ تمام دُنیا میں موجود اسلامی تحریکیں اپنے معاملات اپنے ماحول کے مطابق انتہائی احتیاط کے ساتھ چلا رہی ہیں۔ اِسی طرح الاخوان المسلمون بھی انتہائی احتیاط اور فوج کے ساتھ بغیر ٹکراؤ کے اپنے معاملات لے کر چلے گی۔ کیونکہ اُن کا جو فکری ارتقاء ہوا ہے، اس کے پیچھے الاخوان المسلمون کی انتھک محنت اور قربانیاں شامل ہیں۔ اگرچہ موجودہ صورتِ حال انتہائی مخدوش دکھائی دیتی ہے لیکن مجھے اُمید ہے کہ وہ ان شاء اللہ لازمی کامیاب ہوں گے۔

سوال: شام میں جو فسادات رونما ہوئے ہیں، کہا یہ جارہا ہے کہ اس سارے کھیل کے پیچھے امریکہ اور روس کا ہاتھ ہے اور یہ دونوں اپنے اپنے مفادات کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ آپ کے خیال میں عالم عرب پر اس جھگڑے سے کیا اثرات رونما ہوسکتے ہیں؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: شام کی حکومت نے اخوان پر بے تحاشا مظالم ڈھائے ہیں۔ لہٰذا اسی ظلم کے خلاف عوام کی جانب سے اُٹھنے والی تحریک کے سدِباب کے لیے حکومت نے دوبارہ ظلم وستم کی انتہا کردی ہے۔ جس میں بمباری سے لوگوں کے گھروں کو اُڑا دیا گیا اور چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کی لاشوں کے انبار لگا دیے گئے ہیں۔ یہ سارا ظلم شام میں ہورہا ہے۔ اس جنگ کے اندر عالمی قوتوں کے علاوہ خود عالم اسلام کے اندر جو مسلکی اختلافات ہیں اُنھوں نے بھی اپنا بھیانک کردار ادا کیا ہے۔ لہٰذا اس سارے معاملے میں عالم اسلام کی حکومتوں اور خصوصیت سے O.I.C کو اپنا اہم کردار ادا کرنا ہوگا۔ مصر میں اسلام کی اس بڑی کامیابی سے ان شاء اللہ اچھے نتائج ابھر کر سامنے آئیں گے۔ جس میں خصوصاً فلسطین کا معاملہ شامل ہوگا جس کے نتیجے میں اسرائیل کے ظلم وزیادتی میں یقینی روک تھام ہوگی۔ اسی طرح کا فرق یقینی طور پر شام پر بھی پڑے گا۔ سب سے پہلے شامی حکومت کو ظلم بلند کرتے ہوئے پیچھے ہٹنا ہوگا اور دوسرے لوگوں کو حکومت میں آگے آنے دینا ہوگا۔ نیز شام میں کسی بھی درجے کی امریکی مداخلت کو روکنا ہوگا، کیونکہ اسلام دشمن عناصر تو رہتے ہی اسی انتظار میں ہیں کہ انھیں کسی نہ کسی طرح سے متاثرہ ملک میں نقب لگانے کی جگہ مل سکے۔ لیکن مجھے اُمید ہے کہ ان شاء اللہ یہ اسلام دشمن عناصر ہی ذلیل وخوار ہوں گے اور جن لوگوں کی نسلوں نے قربانیاں دی ہیں اللہ کے فضل سے وہی لوگ کامیاب ہوں گے۔

سوال: دُنیا کی تاریخ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انتخابات سے کسی بھی ملک میں تبدیلی کے حوالے سے معمولی سا بھی فرق نہیں پڑتا ہے۔ نظام وہی چلتا رہتا ہے البتہ چہرے بدل جاتے ہیں۔ اب جیسا کہ مصر میں اتنی بڑی تبدیلی آئی ہے آپ کیا سمجھتے ہیں کہ اس سے کوئی مثبت تبدیلی آسکتی ہے؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: انتخابات تو تبدیلی کو اقتدار تک پہنچانے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس لیے کہ تبدیلی تو لوگوں کے ذہنوں اور دلوں میں ہوتی ہے نا کہ انتخابات میں ہوتی ہے۔ وہ تو ایک انقلابی بات ہوتی ہے۔ اسلامی انقلاب کیسے آنا چاہیے، اس کا جواب انتخاب یا الیکشن ہے۔ الیکشن یا انتخاب خود کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ لہٰذا میری نظر میں انتخاب کے علاوہ اور کوئی طریقہ اسلامی انقلاب لانے کا نہیں ہے، کیونکہ اگر آپ لوگوں کو سڑکوں پہ لاکر نعرہ بازی بھی کرتے رہیں تب بھی تبدیلی انتخاب کے ذریعہ ہی آئے گی۔ لہٰذا تبدیلی نظریات اور افراد کے ذریعہ آتی ہے، اور یہ ساری چیزیں اقتدار تک ووٹ کے ذریعہ پہنچتی ہیں۔

سوال: اگر مصر میں حقیقی اسلام نافذ ہوجاتا ہے تو آپ کیا سمجھتے ہیں کہ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا جو ایک فلسفہ اور نظریہ تھا کہ جمہوری طرزِ عمل کے ذریعہ حقیقی اسلام نافذ نہیں ہوسکتا ہے، کیا یہ بات غلط ثابت نہیں ہوجائے گی؟

ایوب بیگ مرزا: اس حوالے سے دو وضاحتیں میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ اول یہ کہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ بہانگ دہل یہ کہا کرتے تھے کہ اسلامی انقلاب ہی نہیں بلکہ کوئی بھی انقلاب جمہوری راستے سے نہیں آسکتا، لیکن وہ یہ بات پاکستان کے پس منظر میں کہا کرتے تھے، کیونکہ پاکستان میں جاگیرداری نظام کے تحت ووٹ طے شدہ معاملہ ہوتا ہے۔ اسی طرح ہمارے ملک میں ناخواندگی کا معاملہ ہے اور جماعتوں کے درمیان آپس میں مختلف قسم کی چپقلشیں پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا اسلامی انقلاب جمہوری پراسس سے نہیں آسکتا۔ ڈاکٹر صاحب کہا کرتے تھے کہ میرا پختہ یقین ہے کہ اسلامی انقلاب جمہوریت کی بجائے منہج انقلاب نبویؐ پر چل کر آئے گا۔

(بقیہ صفحہ 13 پر)

تنظیم اسلامی حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے زیر اہتمام

دفاع پاکستان: مگر کیسے؟

کے عنوان سے منعقدہ سیمینار کی رپورٹ

مرتب: فواد علی لوہانی

تنظیم اسلامی حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے زیر اہتمام 10 جون بروز اتوار قرآن اکیڈمی، حلیم ٹاور، جی ٹی روڈ پشاور میں ''دفاع پاکستان: مگر کیسے؟'' کے عنوان سے خصوصی سیمینار منعقد ہوا، جس کی صدارت امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے کی۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی مفتی غلام الرحمٰن (سابقہ چیئرمین شریعت کونسل و مہتمم جامعہ عثمانیہ پشاور) تھے، جبکہ دیگر مقررین میں خالد محمود عباسی (نائب ناظم اعلیٰ شمالی پاکستان) اور سیف الاسلام سیفی (صدر پشاور پریس کلب) شامل تھے۔ پروگرام کا آغاز قاری انعام الحق نے تلاوت قرآن پاک سے کیا۔ سٹیج سیکریٹری کی ذمہ داری ناظم حلقہ خورشید انجم نے انجام دی، انہوں نے پاکستان کے موجودہ حالات کے تناظر میں مولانا الطاف حسین حالی کی مشہور زمانہ نظم ''شاہنامہ اسلام'' کی ایک سنجیدہ پیروڈی سنائی، اور سامعین کو بتایا کہ یہ اس سلسلے کا چوتھا سیمینار ہے۔ اس سے پہلے اسلام آباد، فیصل آباد اور لاہور میں اسی موضوع پر سیمینار ہو چکے ہیں۔

تقریب کے پہلے مقرر جناب خالد محمود عباسی تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنے بچپن سے یہ بات سنتے آ رہے ہیں کہ پاکستان خطرے میں ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا واقعی پاکستان خطرے میں ہے؟ بقول اُن کے اس کا جواب ہاں میں ہے، مگر پاکستان کی خاص نظریاتی بنیاد کی طرح اس خطرے کی نوعیت بھی خاص ہے۔ پاکستان کا قیام اسلامی تصور قومیت کا مرہون منت ہے۔ اس کی بنیاد نسلی، لسانی یا دیگر کسی عصبیت کی بجائے دین اسلام ہے۔ پاکستان کا وجود شیطنت اور دجالیت کے خلاف ایک اعلان جنگ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا نے اُسے برداشت نہیں کیا۔ اگر اسے قبول کیا بھی گیا تو ایک عارضی انتظامی ضرورت کے تحت قبول کیا گیا۔ ہم مسلمانانِ پاکستان عالمی دجالی قوتوں کے ساتھ ساتھ ہندو سے بھی نبرد آزما رہے، جو طاغوتی قوتوں کا فطری اتحادی ہے۔ اِن دجالی قوتوں کی قیادت پہلے انگریز کے پاس تھی اور آج امریکہ کے پاس ہے۔ انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ پاکستان کی ابتدائی قیادت کے بعد آنے والی قیادتوں کو اس بات کا ادراک ہی نہ تھا کہ پاکستان کا بنیادی نظریہ کیا ہے۔ وہ ہندو کے خوف کی وجہ سے امریکہ کی گود میں جا بیٹھے گئے۔ امریکہ کی دوستی نے ہماری تاریخ میں کئی مواقع پر دشمنی کے رنگ دکھائے۔ اس نے 1956ء کے پہلے اسلامی آئین کا راستہ فوجی آمریت کے ذریعے روک دیا۔ 1971ء کی جنگ میں ہمیں دھوکہ دیا ہے۔ 1999ء کے کارگل آپریشن کے بعد جب ہندو امریکہ کے سامنے جھک گیا، تو امریکہ نے ہمیں انڈیا کے تابع کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ نائن الیون کے بعد جب ہم نے امریکہ کی طاغوتی جنگ میں اس کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا تو ''سب سے پہلے پاکستان'' کا نعرہ ایجاد کیا۔ یہ نعرہ اس بات کا ثبوت ہے ہم نے جس وطنی قومیت کی نفی کی بنیاد پر یہ ملک حاصل کیا، آج اسی تصور کی پوجا کی جا رہی ہے۔ خالد محمود عباسی نے کہا کہ جو لوگ طاغوتی قوتوں کے ہراوّل دستے کا کردار کر رہے ہوں، ان کو ٹیکس دینے اور ووٹ دینے والے بھی قصوروار ہیں۔ انہوں نے واضح کیا کہ امریکی منصوبے کے مطابق 2020ء میں پاکستان کا وجود نہیں ہوگا۔ اِسی لیے ملک میں لسانی اور علاقائی قومیتوں اور علیحدگی کی تحریکوں کو سپورٹ کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں باہم جوڑنے والی چیز اسلام ہے۔ اگر ملک کو بچانا ہے تو اس کا واحد راستہ یہ ہے کہ ہم اسلامی نظریۂ حیات کو انفرادی اور اجتماعی زندگیوں میں اختیار کریں۔

تقریب کے دوسرے مقرر جناب سیف الاسلام سیفی تھے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کر رہا ہے۔ اُس نے میڈیا کے ذریعے افغانیوں کو باور کرایا کہ تمہارے تمام مسائل کا ذمہ دار پاکستان ہے۔ چنانچہ تاریخ میں پہلی مرتبہ پاک آرمی کو مغربی سرحد پر لگایا گیا ہے۔ اس صورتحال کے نتیجے میں قبائلی عوام فوج سے متنفر ہو چکے ہیں۔ امریکہ کی اسی گریٹ گیم نے ملک کے اندر فوج اور عوام کو لڑا دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ خطے میں بھارت کو بہت اہم کردار دینے کے لئے کوشاں ہے۔ پاکستان کی ایٹمی قوت اُسے ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ انہوں نے کہا کہ '' دفاع پاکستان : مگر کیسے؟'' کا عنوان ہمیں بہت کچھ سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔ ہمارے ملکی ادارے ملک کے دفاع میں کامیاب نہیں ہوئے۔ ڈرون حملے اس کا ثبوت ہیں۔ سیاسی سطح پر بھی بات ڈرون حملوں کی بندش کی قراردادوں سے بات آگے نہیں بڑھی۔ قراردادوں کے سوا اس مسئلہ کا کوئی حل دفاع پاکستان کونسل کے پاس بھی نہیں۔ سیفی صاحب نے اس خدشے کا اظہار کیا کہ کہیں یہ کونسل بھی اسٹیبلشمنٹ کی پالیسی پر نہ چل رہی ہو۔ انہوں نے کہا کہ سنجیدہ مذہبی حلقے امت کو نئی سوچ دیں۔ اسلامی خلافت کے احیاء ہی ہمارے مسائل کا حل ہے۔

تقریب کے مہمان خصوصی مفتی غلام الرحمٰن نے تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے اس اہم موضوع پر سیمینار کے انعقاد کو قابل تحسین اقدام قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان ہماری شناخت، عزت اور بقا ہے۔ یہ ملک اس وقت خطرات کی زد میں ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ ہمیں خطرہ صرف امریکہ سے نہیں، بلکہ تمام یہود و نصاریٰ سے جو اس کے اتحادی ہیں اور اُس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ دوسرا خطرہ جغرافیائی ماحول سے ہے۔ ہماری پالیسوں کی وجہ سے افغان مسلمان ہم سے ناراض ہیں۔ بھارت سے ہماری روایتی دشمنی چلی آتی ہے۔ عرب ممالک میں بھی ہمارے حوالے سے ایک بے اعتمادی کی فضا ہے۔ صرف ایک چین کا ملک ہے جس سے ہمیں خطرہ نہیں۔ تیسرا خطرہ جذبہ حب الوطنی کا فقدان ہے۔ جن لوگوں کے ہاتھ میں زمام اقتدار ہے وہ حب الوطنی سے عاری ہیں۔ حب الوطنی کا فقدان ہمارے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے۔ ان تین خطرات سے بچاؤ کا جو راستہ ہمیں قرآن بتاتا ہے وہ ایمان اور عملِ صالح ہے؟ مفتی صاحب نے کہا کہ اس وقت اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ آغا خانیوں کی طرح ملک میں تعلیمی ادارے بنائے جائیں اور جذبہ حب الوطنی کو فروغ دیا

جائے۔ اور جذبہ حب الوطنی اور ملکی یک جہتی کو فروغ تب ہی ملے گا جب ملک میں اسلام کو فروغ ملے گا، اس لئے کہ اسلام ہی پاکستان کی بنیاد ہے۔

صدر مجلس حافظ عاکف سعید امیر تنظیم اسلامی نے تمہیدی گفتگو کے بعد کہا کہ آج حقانی نیٹ ورک کو اس لئے ٹارگٹ کیا جا رہا ہے کہ امریکہ کا اصل ٹارگٹ پاکستان ہے۔ انہوں نے کہا، اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان خطرات میں گھرا ہوا ہے۔ اس کا مظہر یہ ہے کہ ہماری معیشت تباہ حال ہے اور مکمل طور پر امریکہ پر منحصر ہے۔ اسلامی قومیت کی بنیاد پر بننے والا ملک نسلی اور لسانی قومیتوں کے شکنجے میں آ چکا ہے۔ امن و امان کا مسئلہ گھمبیر صورت اختیار کر چکا ہے۔ علاوہ ازیں پورا ملک توانائی کے شدید بحران کا شکار ہے۔ الغرض جس زاویے سے بھی دیکھا جائے پاکستان سخت خطرات میں نظر آتا ہے۔ سیفی صاحب نے عوام اور فوج میں نفرت کا ذکر کیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں امریکی ایجنڈے کو پروان چڑھایا گیا۔ ہم نے امارت اسلامی افغانستان کے خلاف صلیبی جنگ میں اسلام دشمن قوتوں کا ساتھ دیا۔ آج یہی قوتیں پاکستان کے وجود کے خلاف سرگرم ہیں۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ ہمارے پاس وسائل، عسکری قوت اور صلاحیتوں کی کمی نہیں، اصل مسئلہ ایمان کی کمزوری ہے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کی دیگر اقوام کی ترقی کے پیمانے اور ہیں جبکہ ہمارے اور ہیں۔ بقول اقبال ع خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی۔ ہمیں ملک کو لاحق خطرات کا حل سوچنے سے پہلے اصل مرض کی صحیح تشخیص کرنی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا اصل اور بنیادی جرم یہ ہے کہ ہم نے اللہ کے دین سے غداری کی ہے۔ ہمیں یہ ملک اسلام کے نام پر اور معجزانہ طور پر ملا ہے، مگر 65 سالوں میں بھی ہم نے یہاں اللہ کا دین اور شریعت نافذ نہیں کی۔ 95% فیصد مسلمانوں کی آبادی والے ملک میں نفاذِ اسلام سے پہلو تہی کو غداری کے سوا اور کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔ اسی غداری کی وجہ اللہ کی رحمت ہم سے روٹھ چکی ہے۔ ہمارا دوسرا جرم یہ ہے کہ ہم نے اپنے پڑوسی ملک افغانستان میں شرعی نظام کے خاتمے کی جنگ میں امریکہ کا ساتھ دیا۔ بحیثیت مجموعی قوم نے بھی اس نامنصفانہ پالیسی کو قبول کر لیا۔ قوم اس پالیسی کے خلاف نہیں اُٹھی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کا تحفظ ایٹم بم سے نہیں، اللہ کی نصرت سے ہو سکتا ہے۔ مگر افسوس کی بات ہے ہم اللہ کی نصرت کے لئے درکار شرط پر پورے نہیں اُترتے۔ اللہ تعالیٰ مدد سچے اہل ایمان کی کرتا ہے، جیسے اس نے طالبان افغانستان کی مدد کی۔ دنیوی اور مادی اعتبار سے دیکھا جائے تو طالبان امریکہ کے مقابلے میں چند دن سے زیادہ نہیں ٹھہر سکتے تھے، مگر وہ نصرت الٰہی کے سہارے طاغوتی جتھے کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہو گئے۔

امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ ہمارے تمام تر مسائل کا حل اجتماعی توبہ ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے جرائم اور گناہوں پر توبہ کریں۔ اپنے وجود اور گھر پر شریعت نافذ کریں اور پھر آگے بڑھ کر نفاذ اسلام کے لئے تحریک برپا کریں۔ انہوں نے کہا کہ منظم عوامی تحریک ہی سے ملک میں انقلاب آ سکتا ہے۔ الیکشن سے کچھ بھی حاصل نہ ہو گا۔ ہمیں جان لینا چاہیے کہ دفاع پاکستان کا صحیح راستہ اللہ اُس کے رسول ﷺ اور دین اسلام سے وفاداری ہے بقول اقبال ؎

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

پروگرام کے آخر میں ناظم حلقہ خورشید انجم نے تمام حاضرین اور مقررین حضرات کا شکریہ ادا کیا۔ امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید کی دعا پر یہ سیمینار اختتام پذیر ہوا۔

بقیہ: خلافت فورم

تب ہی اسلامی فلاحی ریاست قائم ہوگی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ فرض کیجیے اگر انقلاب دعوت و تبلیغ کے ذریعہ آ جاتا ہے یا پھر انتخابات کے ذریعہ آ جاتا ہے یا کسی ڈکٹیٹر کی وجہ سے آ جاتا ہے، بشرطیکہ وہ حقیقی اسلامی فلاحی ریاست والا انقلاب ہو تو ہم یہ نہیں کہیں گے کہ چونکہ یہ اسلامی انقلاب ہمارے طریقہ سے نہیں آیا ہے لہٰذا ہم اِسے تسلیم نہیں کریں گے، بلکہ ہم اُسے دل و جان سے قبول کریں گے۔ لیکن تاریخ اور شواہد یہی بتاتے ہیں کہ اسلامی فلاحی ریاست کسی جمہوری طرزِ عمل سے قائم نہیں ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جمہوری طرزِ عمل سے وہ اسلامی ریاست لازماً کسی سمجھوتے کے ساتھ قائم ہوگی۔ اس کے برعکس جو اسلامی انقلاب عوام کی قوت سے آئے گا وہ یقیناً اپنے تمام مخالفوں کو کچلتا ہوا آئے گا۔ اس کی واضح مثال ہم ترکی میں دیکھ سکتے ہیں کہ وہاں پر ایک مسلم حکومت تو وجود میں آئی ہے جو اپنے عوام کا ہر طریقہ سے خیال تو رکھ رہی ہے مگر وہاں پر ابھی تک نہ تو سود کا نظام مکمل طور پر ختم ہوا ہے۔ نہ چوری پر کسی قسم کے قطع ید کا معاملہ ہمیں وہاں نظر آتا ہے۔ اسی طرح نظام زکوٰۃ اور نظام صلوٰۃ کا معاملہ بھی ہمیں نظر نہیں آتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ترکی میں ایک اچھا مسلمان حکمران آیا ہے لیکن اسلام کے حوالے سے ہم نے کوئی بنیادی تبدیلی نہیں دیکھی۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہاں پر جمہوری طرزِ عمل اپنایا گیا تھا۔ لہٰذا وہ اسلام مخالف قوتوں کو مکمل طور پر ختم نہیں کر سکے، جس کی وجہ سے وہاں مکمل اسلامی نظام قائم نہیں ہو سکتا ہے۔ البتہ اس حوالے سے مصر ترکی سے آگے ہے۔ وہ اس طرح کہ الاخوان المسلمون نے جو انقلابی راستہ اختیار کیا تھا، جس کے نتیجے میں اُنھیں کافی مصیبتوں اور قربانیوں کا سامنا کرنا پڑا تھا، لیکن آپ دیکھیں کہ اس کے باوجود مصر میں الاخوان المسلمون بھی فوج کے سامنے کسی حد تک بے بس نظر آ رہی ہیں۔ جس کی واضح مثال الیکشن کے بعد صدارتی اعلان میں تاخیر کا سبب درحقیقت فوج اور الاخوان المسلمون کے درمیان مذاکرات تھے۔ اسی طرح ہمارے ہاں دینی جماعتوں کے اتحاد M.M.A کو خیبر پختونخواہ میں کامیابی تو حاصل ہوئی مگر مرکز میں کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ جس کی واضح وجہ انھیں وہ عوامی حمایت حاصل نہیں تھی جس پر چل کر وہ مرکز کو مجبور کر سکتے۔ حتمی اور قطعی بات یہ ہے کہ جمہوریت سے ہاتھ بدلتے ہیں، نظام نہیں بدلتا۔ یہی ترکی میں ہوا۔ جمہوریت کے ذریعہ اسلام پسند جماعت کی ایک اچھی حکومت قائم ہوگئی لیکن بارہ سال کا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود ترکی اسلامی فلاحی ریاست نہ بن سکا۔ قصہ مختصر جمہوری ذرائع سے آنے والی اسلامی جماعت صحیح اور حقیقی اسلام نہیں بلکہ compromised اسلام ہی لا سکتی ہے۔ لہٰذا وہ خطہ یا ملک اسلامی نظام کی برکات سے محروم ہی رہے گا۔ اِس لئے کہ اللہ رب العزت کو نظامِ مصطفیٰ ہی مطلوب ہے۔ (مرتب: محمد بدر الرحمٰن)

معمار پاکستان نے کہا:

اسلامی حکومت کے تصور کا یہ امتیاز پیش نظر رہنا چاہیے کہ اس میں اطاعت اور وفا کیشی کا مرجع خدا کی ذات ہے، جس کی تعمیل کا عملی ذریعہ قرآن مجید کے احکام اور اصول ہیں۔ اسلام میں اصلاً نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے، نہ پارلیمنٹ کی، نہ کسی شخص اور ادارے کی۔ قرآن مجید کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کی حدود متعین کر سکتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اسلامی حکومت قرآن کے اصول و احکام کی حکومت ہے۔ (کراچی 1948ء)

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ

فرقان دانش

حضرت اسامہ ؓ کے والد گرامی نبی اکرم ﷺ کے منہ بولے بیٹے حضرت زید ؓ تھے۔ والدہ امّ ایمن تھیں جو آپؐ کی والدہ حضرت آمنہ کی لونڈی تھیں۔ حضرت اسامہ بن زید ؓ کی پیدائش پر نبی اکرم ﷺ نے انتہائی مسرت کا اظہار فرمایا۔ نبی اکرم ﷺ کی اس بے پناہ خوشی کی بدولت حضرت اسامہ بن زید ؓ کی پیدائش کے موقع پر جیسی خوشی مسلمانوں کو ہوئی ویسی کسی دوسرے بچے کی پیدائش پر نہیں ہوئی۔ آپؓ کا سن ولادت 7 قبل ہجری ہے۔ آپؓ اور حضرت حسن ؓ تقریباً ہم عمر تھے۔ نبی اکرم ﷺ محبت اور شفقت میں دونوں کے درمیان کوئی فرق روا نہیں رکھتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کی محبوبیت کا شرف آپؓ کو والدین سے ورثے میں ملا۔ آپؓ نے اسلام میں ہی آنکھ کھولی۔ ان کی ساری تربیت کاشانۂ نبویؐ میں ہوئی۔

حضرت اسامہ ؓ نے نہایت سادہ زندگی گزاری۔ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ جب سن بلوغ کو پہنچے تو کریمانہ عادات واطوار اور شریفانہ خصائل واخلاق سے آراستہ تھے۔ وہ نہایت ذہین اور غیر معمولی طور پر بہادر تھے۔ ہر معاملے کے موقع ومحل کو سمجھ کر اسی کے مطابق نمٹانے میں ماہر تھے۔ بچپن ہی سے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے غزوات میں شرکت کے مشتاق رہے تھے۔ غزوۂ احد کے موقع پر جب انہیں شرکت کی اجازت نہ ملی تو واپس لوٹتے ہوئے وہ زاروقطار رو رہے تھے۔ غزوۂ خندق کے موقع پر بھی متعدد نوجوان صحابہ ؓ کے ساتھ حضرت اسامہ ؓ بھی شرکت کے لیے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے۔ آپؓ کے شوقِ جہاد کا یہ عالم تھا کہ پنجوں کے بل کھڑا ہو کر اپنے قد کو اونچا کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ اس بار کہیں کم سنی یا چھوٹا قد اجازت میں مانع نہ ہو۔

نبی اکرم ﷺ نے ان کے اس جذبے کو دیکھتے ہوئے اجازت مرحمت فرما دی۔ اس وقت حضرت اسامہ ؓ کی عمر محض 15 برس تھی۔

غزوۂ حنین میں جب مسلمانوں کے پاؤں اُکھڑ گئے تو اسامہ بن زید ؓ چند جلیل القدر صحابہ ؓ کے ساتھ میدان جنگ میں جوانمردی سے ڈٹے رہے۔ انہی حضرات کی شجاعت کی بدولت نبی اکرم ﷺ نے اس شکست کو فتح وکامرانی سے تبدیل فرمایا اور بھاگتے ہوئے مسلمانوں کو مشرکین کے ہاتھوں قتل ہونے سے بچایا۔

غزوۂ موتہ میں شرکت کے وقت حضرت اسامہ ؓ کی عمر 18 برس تھی۔ اس لشکر کے سربراہ آپؓ کے والد حضرت زید بن حارثہ ؓ تھے۔ انہوں نے اپنے والد کو شہید ہوتے دیکھ کر حوصلہ پست نہ ہونے دیا اور والد کے بعد یکے بعد دیگرے حضرت جعفر ؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ کی شہادت کے بعد حضرت خالد بن ولید ؓ کی زیر قیادت استقلال وہمت کا مظاہرہ کیا۔ حضرت خالد بن ولید ؓ اپنے مختصر لشکر کو رومیوں کے پنجوں سے بحفاظت نکال لائے۔ حضرت اسامہ ؓ اپنے والد کی شہادت پر اللہ تعالیٰ سے بہترین اجر وثواب کی امید لیے ہوئے جب ان کے جسد مبارک کو شام کی سرحد پر دفن کر کے واپس مدینہ لوٹے تو اسی گھوڑے پر سوار تھے جس پر ان کے والد نے شہادت پائی تھی۔

حضرت اسامہ ؓ اس اعتبار سے بہت خوش قسمت تھے کہ نبی اکرم ﷺ آپؓ سے بہت محبت کرتے تھے اور صحابہ ؓ میں بھی آپؓ کو بڑی قدر ومنزلت سے دیکھا جاتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ کو کوئی قیمتی تحفہ پیش کیا جاتا تو آپؐ قبول کرنے کے بعد عموماً حضرت اسامہ ؓ کو عنایت فرما دیا کرتے تھے۔ ایک بار حکیم ابن حزم نے قیمتی چوغہ آپؐ کی خدمت میں پیش کیا تو آپؐ نے ایک بار زیب تن فرمانے کے بعد حضرت اسامہ بن زید ؓ کو عنایت فرما دیا۔ اسی طرح حضرت دحیہ کلبی ؓ کا ایک قیمتی لباس بطور تحفہ آپؐ کی خدمت میں پیش کیا تو آپؐ نے وہ بھی حضرت اسامہ ؓ کو دے دیا۔

سن 11 ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے رومیوں سے جنگ کے لیے ایک لشکر ترتیب دیا، جس میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ، حضرت عمر ؓ، حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح ؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام کو شامل فرمایا۔ جبکہ لشکر کی قیادت حضرت اسامہ ؓ کے سپرد کی۔ اس وقت آپؓ کی عمر 20 سال تھی۔ اس لشکر کے ذمہ کام تھا کہ حدود ''بلقاء'' ''قلعہ داروم'' تک پیش قدمی کریں، تاکہ روم کے شہر غزہ سے متصل تمام علاقے سے رومیوں کو نکالا جا سکے۔ یہ لشکر ابھی کوچ کی تیاریوں میں مصروف تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی طبیعت ناساز ہو گئی اور مرض شدت اختیار کر گیا۔ چنانچہ لشکر کی روانگی موقوف کر دی گئی۔ حضرت اسامہ ؓ کا بیان ہے کہ میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ مرض کی شدت سے بول نہیں پا رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر آپؐ نے دست مبارک مجھ پر رکھا اور پھر آسمان کی طرف اٹھایا۔ گویا آپؐ میرے لئے دعا فرما رہے ہیں۔''

آپؐ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر ؓ نے خلافت کی ذمہ داری سنبھالی تو جیش اسامہ ؓ کی روانگی کا حکم صادر فرمایا۔ کچھ انصار صحابہ ؓ کی رائے تھی کہ سب لوگ غم سے نڈھال ہیں، اس لیے سردست اس مہم کو مؤخر کر دیا جائے۔ حضرت عمر فاروق ؓ کو حضرت ابوبکر ؓ سے بات کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ یہ پیغام سن کر بڑے غضب ناک ہوئے اور فرمایا: ''جس لشکر کو رسول اللہ ﷺ نے روانہ فرمایا ہے اس کو میں روک دوں، خدا کی قسم یہ نہیں ہو سکتا۔''

مجاہدین اسلام کا یہ لشکر جب اپنے نوجوان قائد کی قیادت میں روانہ ہوا تو خلیفۂ رسول پاپیادہ ان کے ساتھ چل رہے تھے اور ہدایات دے رہے تھے۔ حضرت اسامہ ؓ نے فرمایا: ''خلیفۂ رسول یا تو آپؓ سوار ہو جائیں ورنہ میں بھی نیچے اترتا ہوں۔'' حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ارشاد فرمایا: ''خدا کی قسم نہ تم نیچے اُترو گے، نہ میں سوار ہوں گا۔ کیا حرج ہے اگر میرے پاؤں بھی تھوڑی دیر راہِ خدا میں گرد آلود ہو لیں۔ پھر آپؓ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم اجازت دو تو میں عمر ؓ کو اپنی مدد کے لیے روک لوں۔'' حضرت اسامہ ؓ نے بخوشی اجازت دے دی۔

حضرت اسامہ ؓ نے نبی اکرم ﷺ کی ہدایات کے مطابق مسلمان مجاہدین کو لے کر بلقاء کی سرحدی حدود اور سرزمین فلسطین کے قریب قلعہ داروم تک تمام رومی علاقوں کو روند ڈالا۔ وہ اپنے ساتھ اس قدر مالِ غنیمت لے کر لوٹے تھے جس کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔ لوگوں کا کہنا تھا کہ آج تک جیشِ اسامہ ؓ سے زیادہ محفوظ اور اتنا مال غنیمت لے کر کوئی لشکر نہیں لوٹا۔

(بقیہ صفحہ 8 پر)

ماہ رمضان المبارک کے دوران تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام

لاہور، کراچی، راولپنڈی، اسلام آباد، گجرات، سیالکوٹ، نارووال، گوجرانوالہ، ہارون آباد، چشتیاں، بہاولنگر، سوات، دیر بالا، پشاور، مردان، نوشہرہ، ملتان، جھنگ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، فیصل آباد، لیہ، ڈیرہ غازی خان، سکھر اور وہاڑی میں ہونے والے

دورۂ ترجمۂ قرآن و خلاصۂ تعلیمات قرآن

کے پروگراموں کی فہرست

حلقہ لاہور

مکمل ترجمۂ قرآن مع تراویح

مقام	پتہ	مدرس
ماڈل ٹاؤن	مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی 36-K ماڈل ٹاؤن، لاہور*	حافظ عاکف سعید (امیر تنظیم اسلامی)
سمن آباد	جامع مسجد بنت کعبہ N-866 پونچھ روڈ، سمن آباد*	چودھری رحمت اللہ بٹر
صدر	Couples شادی ہال A/1454، طفیل روڈ نزد صدر گول چکر، لاہور کینٹ*	اقبال حسین
گڑھی شاہو	مرکزی دفتر تنظیم اسلامی A-67 علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو، لاہور*	نورالوری
باغبانپورہ	شالیمار میرج گارڈن کالج روڈ، بالمقابل پانی والی ٹینکی، باغبانپورہ، لاہور*	شکیل احمد
گڑھی شاہو	رہائش گاہ ڈاکٹر محمد ابراہیم، لاریکس کالونی، گڑھی شاہو، لاہور	ڈاکٹر محمد ابراہیم
واپڈا ٹاؤن	آمنہ شادی ہال، مین بلیوارڈ، اقبال ایونیو ہاؤسنگ سوسائٹی نزد شوکت خانم ہسپتال، لاہور*	مومن محمود
الفیصل ٹاؤن	مسجد الہدیٰ بہار شاہ روڈ، ڈی بلاک الفیصل ٹاؤن	سجاد سرور

خلاصۂ مضامین قرآن مع تراویح

مقام	پتہ	مدرس
جوہر ٹاؤن	ادارہ اصلاح و تبلیغ، 362 بی بلاک فیز III، جوہر ٹاؤن، لاہور*	عبداللہ محمود

خلاصۂ مضامین قرآن بعد نماز تراویح

مقام	پتہ	مدرس
چھاؤنی	مسجد مکتب خدام القرآن 4 اکیڈمی روڈ، والٹن*	پروفیسر طارق مسعود
شاہدرہ	مسجد نور الہدیٰ، سوئی گیس روڈ مین فیروز والا (پندرہ پارے)	نعیم اختر عدنان و ڈاکٹر اقبال حسین و مولانا افتخار
جوہر ٹاؤن	جامع مسجد السراج 237,238 بی بلاک، جوہر ٹاؤن، لاہور*	حافظ حسین عاکف
شیخوپورہ	جامع مسجد خدیجۃ الکبریٰ، شیخوپورہ	قیصر جمال فیاضی

* ان مقامات پر خواتین کی شرکت کا اہتمام ہے۔

حلقہ جات کراچی (شمالی وجنوبی)

مکمل ترجمۂ قرآن مع تراویح

مقام	پتہ	مدرس
ڈیفنس فیز 6	مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، خیابانِ راحت اسٹریٹ 34، درخشاں	حافظ انجینئر نوید احمد
ڈیفنس فیز 2	قرآن مرکز ڈیفنس، 141 ای، 14 کمرشل اسٹریٹ، نزد ایاز مسجد، فیز 2	حافظ عمیر انور
سوسائٹی	گلستانِ انیس کلب، نزد ہل پارک چورنگی، شہید ملت روڈ	محمد نعمان
ناظم آباد	محبوب اسٹار لان، ناظم آباد نمبر 4	شجاع الدین شیخ
نارتھ ناظم آباد	ریم لان (سابقہ گھانچی کمپلیکس)، نزد بخشی حسن نارتھ ناظم آباد	اویس پاشا قرنی
یاسین آباد	قرآن اکیڈمی یاسین آباد، بلاک 9، فیڈرل بی ایریا، بالمقابل شمیم گارڈن	سلیم الدین
گلشن اقبال	پی آئی اے گارڈن، بالمقابل عثمانیہ ریسٹورنٹ، یونیورسٹی روڈ	عامر خان
گلستانِ جوہر 1-2	ہل ٹاپ لان بلاک 17، گلستانِ جوہر	انجینئر عثمان علی
نیو کراچی	PAB شادی لان، سیکٹر L-11، نارتھ کراچی	نوید مزمل
PECHS	ماسٹر سوسائٹی موٹرز بالمقابل آوائٹی ٹیرس، علامہ اقبال روڈ PECHS بلاک 2	محمد جمیل
شاہ فیصل ملیر 1	لعل ماسٹر اسکول گلی نمبر 1 گرین ٹاؤن، شاہ فیصل ملیر	ڈاکٹر سید سعد
شاہ فیصل ملیر 2	غزالی گرامر اسکول نزد مسجد حفصہ، سورتی سوسائٹی، ماڈل کالونی، ملیر	سید راشد حسین شاہ
لانڈھی 2	قرآن مرکز، لانڈھی نمبر 2، نزد رضوان سویٹس	حافظ محمد وقار
کورنگی شرقی	الحمد گارڈن، بالمقابل اویس شہید پارک، زمان ٹاؤن، کورنگی نمبر 4	اعجاز لطیف
کورنگی غربی	راج محل لان، متصل چنیوٹ اسپتال مین روڈ، کورنگی نمبر ڈھائی	انجینئر نعمان اختر

خلاصۂ مضامین قرآن بعد نماز تراویح

مقام	پتہ	مدرس
ڈیفنس	نزد Radisson Marriage Lawn KPT انٹرچینج بالمقابل فیز Ext-VII ڈیفنس	فہد یونس

کلفٹن	سیفرون میرج لان نزد گلستان شاپنگ مال نزد تین تلوار مین کلفٹن روڈ	ڈاکٹر محمد الیاس
کلفٹن	بلو فیملی پارک، متصل اولڈ KESC آفس، کلفٹن بلاک 2، نزد بلاول چورنگی	محمد رضوان
اولڈ سٹی	ہالان نزد جنگ اخبار بلڈنگ و شاہین کمپلیکس آئی آئی چندریگر روڈ	فیصل منظور
ملیر 15	دفتر انجمن سیفی برادران، ملیر 15 اور کالا بورڈ کے درمیان	غلام مصطفیٰ بٹ
ملیر	مسجد عائشہؓ، نزد ملوک ہوٹل	عزیز ظفر صدیقی
کورنگی غربی	مسجد ابوبکر صدیقؓ، سیکٹر 32-B، کورنگی 1	محمد ہاشم
سرجانی ٹاؤن	عرش بریں لان، سیکٹر 4-B، سرجانی ٹاؤن	محمد فاروق
سرجانی ٹاؤن	تابش میرج لان (سابقہ معمار لان)، C-7، سیکٹر X-1، گلشن معمار	طارق امیر پیرزادہ
ناظم آباد	مسجد عثمان، نارتھ ناظم آباد، بلاک H	مفتی طاہر عبداللہ صدیقی
گلشن اقبال	مسجد عثمان، فاران کلب، گلشن اقبال	عبدالرحمٰن خان
گلزارِ ہجری	قرآن مرکز عقب متین آرکیڈ، Opp E-71 Bungalow، بلاک 7، گلشن اقبال	اُسامہ علی
گلستان جوہر 2	قرآن مرکز، جوہر سالکین بسیرا، بلاک 14، گلستانِ جوہر	منصور رونی
اورنگی ٹاؤن	الفتح گارڈن، سیکٹر ساڑھے گیارہ، عزیز نگر، نزد صابری چوک	محمد عمران

حلقہ پنجاب شمالی

مکمل ترجمۂ قرآن مع تراویح

F-10 مرکز	جامع مسجد دیوان عمر فاروقؓ F-10 مرکز اسلام آباد	خالد محمود عباسی
چکلالہ کینٹ	جامع مسجد گلزار قائد چکلالہ کینٹ راولپنڈی	نوید احمد عباسی
پیپلز کالونی	گلی نمبر A-24، جامع مسجد الہدیٰ، پیپلز کالونی، راولپنڈی کینٹ	عبدالرؤف
ماڈل ٹاؤن ہمک	جامع مسجد قبا، ماڈل ٹاؤن ہمک، ضمنی اسلام آباد	عادل یامین
ایکسپریس وے	ایوالون ایکسپریس وے متصل PSO، ایکسپریس وے، اسلام آباد (بزبان انگریزی)	ڈاکٹر یوسف رضا
چک شہزاد	مکان نمبر B-3، NIH کالونی، چک شہزاد، اسلام آباد (بعد نماز عصر)	ڈاکٹر امتیاز احمد

حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن

مکمل ترجمۂ قرآن مع تراویح

گجرات	مرکز تنظیم اسلامی، مسجد تقویٰ، جما پور جٹاں روڈ، نزد گرڈ اسٹیشن، گجرات	حافظ علی جنید میر، حافظ زین العابدین
سیالکوٹ	الہدیٰ لائبریری، محلہ اسلام آباد، نئی آبادی، سیالکوٹ	(بذریعہ ویڈیو)
سیالکوٹ	التقویٰ سائنس سکول، خان محل روڈ، رنگپورہ، سیالکوٹ	حافظ نعیم صفدر بھٹہ

خلاصۂ مضامین قرآن

نارووال	مرکز اسلامی، جسر بائی پاس، نارووال (مع تراویح)	محمد عثمان بیگ
گوجرانوالہ	مسجد نمرہ، مرکز تنظیم اسلامی، ملک پارک، سوئی گیس لنک روڈ، گوجرانوالہ (بعد نماز فجر)	حافظ محمد افضل ر، شاہد رضا

حلقہ پنجاب شرقی

مکمل ترجمۂ قرآن مع تراویح

ہارون آباد	جامع مسجد الفاطمہ گلشن حشمت کالونی ہارون آباد	محمد منیر احمد
چشتیاں	جامع مسجد گرڈ اسٹیشن چشتیاں	محمد امین نوشاہی

خلاصۂ مضامین قرآن مع تراویح

چوک شہیداں	مسجد جامع القرآن ہیڈ سلیمانکی روڈ، چوک شہیداں	قاری یٰسین
بہاولنگر	مسجد جامع القرآن والسنہ گلی نمبر 22، فاروق آباد کالونی، بہاولنگر	محمود اسلم
مروٹ	مسجد جامع القرآن، مروٹ	رضوان عزمی

حلقہ مالاکنڈ

مکمل ترجمۂ قرآن

کبل، سوات	مسجد شریف آباد، موضع کبل، ضلع سوات (4 بجے سہ پہر)	آفتاب حسین
حیاتی، باجوڑ ایجنسی	رہائش گاہ شیر محمد حنیف حیاتی باجوڑ ایجنسی (بعد نماز عصر)	شیر محمد حنیف

دروس منتخب نصاب قرآنی (اوقات متفرقہ)

غالیگے	لوئے مسجد غالیگے، تحصیل بریکوٹ، ضلع سوات (قبل از عصر)	حبیب علی
واڑی، دیر بالا	شاہین ماڈل سکول، واڑی، دیر بالا (بعد نماز ظہر)	حافظ احسان اللہ
کبل، سوات	مسجد شریف آباد، موضع کبل، ضلع سوات (بعد نماز فجر)	محمد صدیق
کبل، سوات	مسجد گل جبہ موضع کبل، ضلع سوات (بعد از فجر)	ڈاکٹر احسان اللہ

حلقہ خیبر پختون خوا جنوبی

مکمل ترجمۂ قرآن مع تراویح

نشتر آباد، پشاور	قرآن اکیڈمی، حلیم ٹاور، نشتر آباد، جی ٹی روڈ، پشاور	قاری خورشید انجم
مردان	مردان	ڈاکٹر حافظ محمد مقصود

خلاصۂ مضامین قرآن مع تراویح

نوشہرہ	الہدیٰ سکول اینڈ کالج، جی ٹی روڈ، نوشہرہ	قاضی فضل حکیم

حلقہ فیصل آباد

مکمل ترجمۂ قرآن مع تراویح

سعید کالونی	قرآن اکیڈمی، سعید کالونی نمبر 2، فیصل آباد	ڈاکٹر عبدالسمیع
علی ٹاؤن	الائیڈ سکول علی ٹاؤن، سرگودھا روڈ، فیصل آباد	محمد نعمان اصغر

سمندری روڈ	رائل ایجوکیشن کمپلیکس سمندری روڈ، فیصل آباد	فیضان حسن جاوید
محلہ سلطان والا، جھنگ	عبیدیہ مسجد محلّہ سلطان والا جھنگ	مختار حسین فاروقی
لالہ زار کالونی	قرآن اکیڈمی لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ، جھنگ	عبداللہ اسماعیل
جھنگ روڈ	جامع مسجد بلال جھنگ روڈ، جھنگ	مفتی عطاء الرحمٰن
شالیمار ٹاؤن	جامع مسجد طوبیٰ شالیمار ٹاؤن، رجانہ روڈ، ٹوبہ ٹیک سنگھ	حافظ محمد نواز
سانگلہ ہل	شگن میرج ہال، سانگلہ ہل	حافظ مختار احمد

خلاصۂ مضامین قرآن

مدینہ ٹاؤن	اتفاق مسجد، مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد (بعد از تراویح)	کفیل احمد ہاشمی
چک سرہالی	جامع مسجد دارالسلام چک سرہالی (بعد نماز فجر)	حافظ منیر حسین ڈاکٹر غلام دستگیر

منتخب مقامات قرآنی بعد از تراویح

پیپلز کالونی	العزیز مسجد پیپلز کالونی، فیصل آباد	محمد رشید عمر
ٹوبہ ٹیک سنگھ	جامع مسجد سلطان فاؤنڈیشن، ٹوبہ ٹیک سنگھ	پروفیسر خلیل الرحمٰن

حلقہ جنوبی پنجاب

مکمل ترجمۂ قرآن مع تراویح

قرآن اکیڈمی	قرآن اکیڈمی، ملتان	ڈاکٹر محمد طاہر خان
شاہ رکن عالم کالونی	الہدیٰ مسجد شاہ رکن عالم کالونی، ملتان	محمد عطاء اللہ خان
گارڈن ٹاؤن	قرطبہ مسجد گارڈن ٹاؤن، ملتان کینٹ	محمد سلیم اختر
وہاڑی	مرکز تنظیم، وہاڑی شیخ کالونی	نثار احمد شفیق
معصوم شاہ روڈ	گلستان میرج کلب، معصوم شاہ روڈ، ملتان	محمد عرفان بٹ

خلاصۂ مضامین قرآن بعد نماز تراویح

لیہ	ہاؤسنگ کالونی مسجد، لیہ	چودھری صادق علی
ڈیرہ غازی خان	بالائی منزل مکتبہ تعمیر انسانیت، بی بلاک، ڈیرہ غازی خان	علی عمران

حلقہ سکھر

مکمل ترجمۂ قرآن مع تراویح

سکھر	سکھر مرکز تنظیم اسلامی	(بذریعہ آڈیو ڈاکٹر اسرار احمدؒ)
شاہ پنجو		احمد صادق سومرو

خلاصۂ مضامین قرآن بعد نماز تراویح

سکھر	IBA، ایئرپورٹ روڈ، سکھر	حافظ محمد خالد شفیع

☆☆☆

تنظیمی اطلاعات

مقامی تنظیم دھیر کوٹ میں نقی محمد عباسی کا بطور امیر تقرر

ناظم حلقہ آزاد کشمیر کی جانب سے مقامی تنظیم دھیر کوٹ میں تقرر امیر کے لئے موصولہ تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 28 جون 2012ء میں مشورہ کے بعد جناب نقی محمد عباسی کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا

مقامی تنظیم پشاور میں انجینئر طارق خورشید کا بطور امیر تقرر

ناظم حلقہ خیبر پختونخوا (جنوبی) کی جانب سے مقامی تنظیم پشاور میں تقرر امیر کے لئے موصولہ تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 28 جون 2012ء میں مشورہ کے بعد انجینئر طارق خورشید کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

دعائے مغفرت کی اپیل

- تنظیم اسلامی جھنگ کے سینئر ملتزم رفیق حاجی اللہ نور خان وفات پاگئے۔
- تنظیم اسلامی کراچی شمالی کے رفیق شیخ رضوان کے والد وفات پاگئے۔
- حلقہ کراچی شمالی کے ناظم مالیات محبوب موسیٰ کے والد وفات پاگئے۔
- اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اللھم اغفرلھم وارحمھم وادخلھم فی رحمتك وحاسبھم حساباً یسیراً

دعائے صحت کی اپیل

ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب شیخ القرآن والحدیث جامعہ اکوڑہ خٹک گزشتہ ہفتے سے عارضۂ قلب میں مبتلا ہیں، اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

تنظیم اسلامی حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے وفد نے رحمان میڈیکل انسٹی ٹیوٹ حیات آباد پشاور میں اُن کی عیادت کی۔ وفد میں ناظم حلقہ خورشید انجم، نائب ناظم اعلیٰ میجر فتح محمد اور صدر انجمن خدام القرآن خیبر پختونخوا ڈاکٹر اقبال صافی شامل تھے۔

اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کو صحت عاجلہ کاملہ و مستمرہ سے نوازے۔ قارئین اور رفقاء سے بھی اُن کے لئے دُعائے صحت کی اپیل ہے۔

فوری ضرورت ہے

ہمیں شیخوپورہ روڈ پر واقع اپنی ٹرانسفارمر فیکٹری کے لیے ایک محنتی اور دیانتدار ڈرائیور کی ضرورت ہے، جو ڈرائیونگ میں مہارت کے ساتھ ساتھ ذاتی لائسنس رکھتا ہو۔ رہائش اور مناسب مراعات دی جائیں گی۔

برائے رابطہ: محمد عاطف، ایڈمن آفیسر

موبائل: 0345-6706011